

پیشکش

کنگ جانگ کی پسندیدگی کا شکریہ آپ
 "دھوئیں کا حصار" ملاحظہ فرمائیے۔ یہ اس سلسلے کی دوسری کڑی
 ہے۔! وعدے کے مطابق یہ کتاب جلد پیش کر رہا ہوں اور آئندہ
 کے لیے بھی آپ کی دعاؤں کا طالب ہوں۔
 کنگ جانگ کے سلسلے میں درجنوں شائقین خطوط کے ساتھ
 تین ایسے خط بھی ملے ہیں جن میں ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے۔ ۱۔
 پسند اپنی اپنی... مار دھاڑے بھر کر کتب بھی یا زاریں موجود
 ہیں انہیں پڑھتے ہیں نے منع تو نہیں کیا۔ لیکن بھلا میں ڈیڑھ
 روپے کیسے واپس کر سکوں گا۔ جب کہ ڈیڑھ روپے کا سٹیٹیل بی
 کتاب میں لگا ہوا ہے، یقین کیجئے کہ اس قیمت پر آپ میری
 کہانیاں مفت پڑھ رہے تھے۔ اسی لئے پچیس پیسوں کا اضافہ
 کیا گیا ہے! اب اگر کسی بھائی کو میری کوئی کتاب پسند نہ آئے
 تو اپنی چوٹی واپس لے جاسکتے ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اس ناول کے نام مقام گدڑا اور
 کہانی سے تعلق رکھنے والے اداروں
 کے نام سرمنی ہیں

"کنگ جانگ" سلسلہ کا مکمل سیٹ

- ۱۔ کنگ جانگ
- ۲۔ دھوئیں کا حصار
- ۳۔ سمنڈ کا شگفت
- ۴۔ دل لے کا سفر
- ۵۔ بیک اینڈ وائٹ

پر سنڈ

پیشکش... سلطنت مجدد

والیسی کے کراتے پر صرف ہو جاتے کی (اگر والیسی ہندو یعنی بس ہوئی) ہذا صبر کیجئے۔ اگر مجھ تک پہنچ دے پیدل کے راستے ہو سکتی ہے تو یقیناً آپ میرے پڑوسی ہوں گے۔ پھر بھائی، ایسی ہی کیا ہے مُردتی کہ پڑوسی کو چوٹی بھی نہیں بخش سکتے۔

میں کھڑے ہونے والے مجھے عموماً دشواریوں ہی میں مبتلا رکھتے ہیں جب ”مُفرد“ ناول لکھنا شروع کرتا ہوں تو مسلسل کہانیوں کا مطالبہ ہوتا ہے۔ لیکن جہاں ایسا کوئی سلسلہ شروع کیا خطوط کی بھرمار ہونے لگی کہ یہ کیا کر بیٹھے انتظار کرنا پڑتا ہے، اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔؟

فرد صبر سے کام لیجئے، خاص نمبروں کا وعدہ کیا ہے انعام اللہ وہ بھی ضرور پُر کر دوں گا۔ لیکن اتنی ضخیم کتابیں نہیں پیش کر سکتا جن کی قیمت سات یا آٹھ روپے رکھنی پڑے۔ کیونکہ یہ میرے زیادہ تر پڑھنے والوں کی تو بہ خرید سے باہر ہوں گی۔ نہیں۔ خدارا! ایسا کوئی مشورہ نہ دیجئے کہ میری کتابیں صرف لائبریریوں ہی تک محدود ہو کر رہ جائیں۔!

اپنے صفحہ ۲۲
۱۰
۳۱

اسٹیمر پاپ اسے اسے تے کے ساحل سے جا لگا۔ چاروں طرف چمکیلی دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ ڈیڈلی فراگ کہیں کا دروازہ کھول کر مرثیے پر نظر دوڑانے لگا۔ اس کی فطری جھلاہٹ اب پوری طرح بیدار ہو چکی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پہلے سامنے پڑنے والے کو پھاڑ ہی کھائے گا۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔۔۔ نہ جانے کیوں اس احمق اور بھوئے بھالے آدمی پر اسے رحم آنے لگتا تھا۔
”مالا برا کے نادام خسرو ہی نے اُسے جھک کر تعظیم دی۔“
”اندر چلو“ فراگ ایک طرف ہٹتا ہوا بولا۔ ”میں کچھ دیر بعد آتوں گا۔“
”آپ مرثی کے مالک ہیں جناب؟“ عمران نے ششدری صورت بنا کر کہا۔
”بیٹھ جاؤ۔“ فراگ نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔
”میں اس کی جرات کیسے کر سکتا ہوں جناب۔“
”میری اجازت سے۔“ فراگ بفرایا۔

وہ ایک استغول پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے موقع ملتے ہی بھاگ کھڑا ہو گا۔
”میرے بارے میں تمہیں کیا بتایا گیا ہے؟“ فراگ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے

ہوتے سوال کیا۔

”یہی کہ آپ آنجناب فرما تو اوروں کے پیچھے کے پرتے ہیں میرے مالک شہزادے
ہرینڈا کے دوست۔“

”ہوں۔“ فراگ دم بخود رہ گیا۔ وہ لوہو کا کے بارے میں سوچنے لگا۔ دشمن ضرور
تھا مگر دانا۔ محض اپنی مقصد باری سے کام رکھتا ہے۔ کسی کی تذلیل کا خواہاں نہیں
رہتا۔

”۳ صمپ لوہو کا کہاں ہے۔“

”یہ کیا چیز ہے عالی جاہ! عمران نے بڑے ادب سے پرچا۔

”چیز نہیں آدمی ہے! میرے ساتھ تھا۔“

”میرے لئے یہ نام نیا ہے عالی جاہ۔“

فراگ نے اس کا غلیہ بیان کیا۔

”نہیں جناب! عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ میں نہیں جانتا کبھی کوئی ایسا

آدمی میری نظر سے نہیں گزرا۔“

”کیا تم فوری طور پر واپس جاؤ گے۔“

”جی ہاں۔“

”کیا دو چار دن میرے ساتھ قیام نہیں کر سکتے۔“

”شہزادی کی اجازت کے بغیر ناممکن ہے۔ ویسے تاہیتی دیکھنے کی بڑی خواہش تھی۔

عالی جاہ ہکا ش دو ہی دن یہاں گزار سکتا۔“

”حیرت ہے! جتنا میں سب سے برا درحم نے تاہیتی نہیں دیکھا۔“

”نہ خرید غلام تو نہی زندگی بسر کرتے ہیں عالی جاہ! شہزادی مالا بولانے مجھے میرے

مفلوک اعمال باپ سے خریدتا تھا۔“

”میں چاہتا ہوں کہ تم کچھ دن میرے ساتھ قیام کرو۔۔۔ میں مالا بول کو مطلع کر دوں
گا۔۔۔ وہ کچھ نہیں کہے گی۔“

”آپ انک ہیں! عمران خوش ہو کر بولا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک سی
بہرائی تھی۔

”تم میرے ساتھ ہی اتر دو گے! یہاں اسٹیئر پر تو کسی کو جوابدہ نہیں۔“

”نہیں عالی جاہ! میں صرف آپ کے رحم و کرم پر ہوں۔“

”ٹھیک ہے میں مالا بول کو اطلاع دے دوں گا۔“

”جیسا آپ فرمائیں۔“ عمران نے بڑے ادب سے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اسٹیئر سے اترے تھے اور ایک ساحلی ہوٹل میں داخل ہو گئے۔

تھے۔ فراگ نے آؤٹریٹر سے کسی کو گاڑی کے لئے فون کیا۔۔۔ پھر اسی میز کی طرف

پلٹ آیا اور عمران کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔ ”کیا کھاؤ گے۔“

”جول جاتے عالی جاہ۔“

”اچھا، اچھا میں خود ہی تمہارے لئے انتخاب کروں گا۔! اور دیکھو اب میں شہزادہ

نہیں ایک تاجدار ہوں۔“

”میں آپ کے خاندان کے افسوسناک حالات سے واقف ہوں۔“ عمران نے مفہوم

لیجے میں کہا۔

”اؤہو! اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہاں اب بھی میری ہی حکومت ہے۔۔۔

وہ تو میں اپنی اصلی شکل میں نہیں ہوں۔ ورنہ ہوٹل کا عملہ میرے بل کھڑا ہو جاتا۔۔۔

شام کو میں تمہیں دکھا دوں گا۔“

”آپ اپنی اصلی شکل میں۔“ عمران نے احمقانہ انداز میں ہلکیں جھپکاتیں۔!۔

فراگ نے بلند آہنگ قہقہہ لگا کر کہا۔ ”ہاں! یہ میک اپ ہے! میں ہرینڈا کو

بنکام پو پھانے گیا تھا اس کے کچھ اعلیٰ دشمن نہیں چاہتے تھے کہ وہ بنکام کے ساحل پر قدم رکھ سکے! اسی لئے میں میک آپ میں تھا کہ اس کے دشمنوں کا پتہ لگا سکوں۔

”کس بادشاہ کے پوتے ہیں۔“ عمران نے ستانسی بیچے میں کہا۔

”تم انگریزی سمجھ سکتے ہو۔“

”نہیں عالیجاہ! فرانسیسی اور سپانوی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں جانتا۔“
اشارے سے ایک ویٹس کو بلا کر فراگ نے اپنا آرڈر پلیس کیا تھا۔

”اچھا! یہ تو بتاؤ۔۔۔ یہ ہر بند آیا کہاں سے ہے؟“ فراگ نے کچھ دیر بعد

پوچھا۔

”مجھے اس کا علم نہیں جناب! بس اتنا جانتا ہوں کہ طویل مدت کی گشدگی کے بعد تشریف لاتے ہیں۔“

”اس کے باوجود بھی یقین نہیں کہ وہ شاہ بنکام سے معافی مانگے؟“

”معافی؟“ عمران نے حیرت ظاہر کی۔ ”میں نہیں سمجھا۔“

”پرنس ہرینڈاضی آدمی ہے، اور شاہ بنکام سیرمال اسی کا باپ ہے!

اگر ہرینڈا نے معافی نہ مانگی تو وہ بنکام کو زانس ہی کے حوالے کر دے گا۔“

”اُوہ۔ تو کیا شاہ اور ولی عہد کے درمیان کوئی جھگڑا تھا۔“ عمران نے اپنی حیرت

کو بدستور قائم رکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ اور بات بہت معمولی تھی۔ ہرینڈا نے جینس کا دودھ پینے سے انکار

کر دیا تھا۔“

”اگر اجازت ہر تو میں اس بات پر نہیں ٹوں۔“ عمران نے احتمال انداز

میں پوچھا۔

اور فراگ کو بچ مچسنی آگئی۔

”باپ، بیٹے دونوں سکی ہیں۔“ اس نے کہا۔

”آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی برابری کے ہیں۔“

”میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں۔۔۔۔۔!“

کھانے کے دوران ہی میں ایک لمبی سی گاڑی ہوٹل کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی۔

اور فراگ نے سوچا تھا کہ ہوٹل کے باقاعدہ روم ہی میں اس میک آپ سے چچا چھڑا لینا

چاہیے۔ ورنہ اس کے آدمی کیا سوچیں گے۔ کیونکہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔

لنگ چانگ سے تعلق رکھنے والے معمولی لوگ بھی کھلم کھلا سب کچھ کرتے پھرتے تھے۔ تو پھر

جملہ وہ خود اس کے لئے کیا حوازا رکھ سکتا تھا۔

پھر ہرینڈا منٹ کے اندر ہی اندر وہ اس میک آپ سے چچا چھڑانے میں کامیاب

ہو گیا جو ڈسکپ کو لوکا نے اس پر کیا تھا۔

لیکن جیسے ہی وہ باقاعدہ روم سے برآمد ہوا پورے ہوٹل میں سنسنی پھیل گئی باقاعدہ روم

جانے سے پہلے اس نے ہل ادا کر دیا تھا اور عمران سے کہا تھا کہ وہ ڈننگ ہال سے باہر نکل

کر برآمدے میں اس کا منتظر رہے۔

بہر حال گاڑی میں بیٹھتے وقت وہ ڈیڈنی فراگ تھا اور عمران اس کی شکل دیکھ دیکھ

کرنوف زوگی ظاہر کئے جا رہا تھا۔

”خدا نہیں۔“ فراگ اس کا شانہ توپک کر آہستہ سے بولا۔ ”تم مجھے اپنا دوست

پاؤ گے۔ میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں۔“



”یہ بنگالہ بھی بہت خوبصورت جزیرہ ہے۔“ جمین نے غفر سے کہا۔ وہ کھڑکی سے قریب کھڑا دور کی سرسبز پہاڑیوں کو گھورے جا رہا تھا۔

انہیں پرنس کے محل میں کچھ کمرے دیتے گئے تھے۔ پچھلی سہ پہر کو وہ یہاں پہنچے تھے۔ شہزادے کی واپسی کی خوشی میں دارالحکومت کو شایان شان طریقے پر سجایا گیا تھا۔ لیکن نہ جانے کیوں خاص شاہی محل پر اُداسی طاری تھی پچھلی شب پرنس کا محفل بھی بے وقعت نہ بنا ہوا تھا، لیکن شاہی محل کی ظاہری حالت میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

”آخر آپ اتنے گرم کمرے کیوں نظر آ رہے ہیں؟“ جمین نے غفر کی طرف متوجہ کر کہا۔
”نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔“

”لویتسا تو یہاں پہنچنے کے بعد سے دکھائی ہی نہیں دی۔“
”جوہنم میں جاتے۔“

”ایسا نہ کیجئے! اپنے بیان کے مطابق وہ یہاں راجد سفید فام لڑکی ہوگی۔“
”میرا مؤرد ٹھیک نہیں ہے اس لئے مجھ کو اس بندہ کرو۔“

”مؤرد خراب لکھنے کی پختہ نہیں ہوتی یورپائی نس... ملی محلی نسلوں والی گندمی لڑکیاں بھی میں نے یہاں دیکھی ہیں۔ بڑی آنکھوں والیاں تو لیں قیامت ہیں قیامت۔“
غفر جھلک کر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔
”آجاؤ۔“ جمین اُونچی آواز میں بولا۔

ایک سیاہ فام خادم نے کمرے میں داخل ہو کر ٹالہوا کی طرف سے طلبی کا حکم سنایا۔

اور پھر وہی انہیں ٹالہوا کی طرف سے پھلایا۔

”ٹالہوا ایک جیسے کمرے میں ملی لویتسا بھی وہاں موجود تھی جمین نے ٹالہوا کی نظر سچا کر اُسے آنکھوں سے دور دھکا دیا کھانے والے انداز میں گھور کر رہ گئی۔“
”میں نے تمہیں ایک خاص کام کے لئے طلب کیا ہے۔“ ٹالہوا نے غفر کو مخاطب کیا۔

”فرمائیے۔“

”بیٹھ جاؤ۔“ اُس نے سامنے والی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔

”شکریہ یورپائی نس۔“

وہ دونوں بیٹھ گئے۔

”اب تم دونوں ہی پرنس کے مزاج دان ہو۔۔۔ ایسا اُن پر کوئی اختیار نہیں رہا۔“

غفر اور جمین سنبھل کر بیٹھ گئے۔

”ٹالہوا کبھی رچی۔“ اپنی طویل گمشدگی سے پہلے وہ کم از کم میری کوئی بات نہیں مانتے تھے۔۔۔۔۔ بہر حال تم دونوں انہیں اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کر دو کہ وہ اپنے باپ سے معافی مانگ لیں۔“

”اؤ۔“ تو کیا پرنس کو ابھی تک معاف نہیں کیا گیا۔ اتنی طویل گمشدگی کے بعد بھی نہیں۔ غفر کے لیے میں حیرت تھی۔

”وہ صرف باپ ہی نہیں، بنگالہ کے بادشاہ بھی ہیں۔“ ٹالہوا نے سر دھجے میں کہا۔

”تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ جمینس کا دودھ اس حد تک مسئلہ بن جائیگا۔“
جمین، الٹی ہوئی آواز میں بولا۔

غیر ضروری باتوں سے اجتناب کرو۔“ لویتسا بول پڑی۔

”ٹھیک ہے۔“ مالا بولا سر ہلا کر بولی۔ اب ان باتوں میں کیا رکھا ہے۔ بہر حال تم پرنس کو آمادہ کرو۔۔۔ تمہاری جیمیں سونے کے سکون سے بھر دی جائیں گی۔ ہم کوشش کریں گے یورپائی نس۔“

”بس۔۔۔ جاؤ۔“

وہ دونوں اٹھ گئے۔ ان کے ساتھ ہی لوئیس بھی اٹھی تھی۔

”تمہاری موجودگی ضروری نہیں ہوگی۔“ غفر بولا۔

”کیوں؟“

”تمہیں دیکھ کر نہ جانے کبوں پرنس جھڑک اٹھتے ہیں۔“

”ہاں، ہاں، تمہیں ٹھہرو۔“ مالا بولنے لویسا سے کہا۔

”جیسی آپ کی مرضی، یورپائی نس۔“

وہ دونوں کمرے سے نکل کر جوزف کی خواب گاہ کی طرف چل پڑے۔ وہ ابھی تک

خواب گاہ سے برآمد نہیں ہوا تھا۔ اُس نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے طور پر دست

گزارے گا۔ شاہی اوقات کار اس پر مستط نہ کئے جاتیں۔

”کیا ہم اندھا آسکتے ہیں؟ یورپائی نس۔“ جیمیں دروازے پر پہنچ کر اونچی آواز میں

بولی۔

”ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔“ اندر سے جوزف کی چہکار سنائی دی۔

وہ دونوں پہلے ہشاک خواب گاہ میں داخل ہوئے۔

جوزف مسہری سے اٹھ گیا۔

”یہ شامت میں بیٹے۔“ جیمیں نے ارادہ میں کہا۔

”کیا بڑا بیانی۔۔۔ ہم پاگل ہو جائے گا۔ بیٹھو بیٹھو۔“

”آخر آپ اپنے باپ سے معافی کیوں نہیں مانگ لیتے۔ یورپائی نس۔“ غفر نے جیسے

ادب سے کہا۔

”ہرگز نہیں،“ جوزف دبانہ۔ مجھے پردہ نہیں ہے۔ باپ معاف کرے یا نہ کرے۔

میں اپنے ماموں کے پاس چلا جاؤں گا۔“

”کیا مطلب۔“ جیمیں بوکھلا کر بولا۔ یا تو سرے سے باپ ہی نہیں تھا یا اب کوئی

ماموں بھی پیدا ہو گیا۔“

”ہاں۔۔۔ بالکل۔۔۔ اس محل میں قدم رکھتے ہی میری یادداشت داپس

آگئی ہے۔ میں پرنس ہرینڈا ہوں۔۔۔ اور میرا ماموں جزیرہ موکارڈکا بادشاہ

ہے۔۔۔ میں موکارڈ چلا جاؤں گا۔ اگر میرا باپ سیدھا نہ ہو گا۔“

”حضور! آپ محض جیمیں کی وجہ سے ناخلف پر اترتے ہیں۔“ غفر نے کہا۔

جوزف ان کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ ”باس نے یہی کہا تھا، مجھے

پریشان مت کرو۔۔۔ میں نے اس باپ کی پہلے کبھی شکل دیکھی ہے۔ اور نہ موکارڈ

والے ماموں کی۔“

”اوہ۔“ جیمیں بڑا سائنہ بنا کر رہ گیا۔

”لیکن اگر باپ نے غصے میں قتل کر دیتے کا حکم صادر فرمایا تو۔۔۔؟ غفر نے

پُر تشویش لہجے میں پوچھا۔

”وہ اس کی جہمت نہیں کر سکتا، نرائس کا کٹھ پتلی بادشاہ ہے۔ باس نے یہ

بھی بتایا تھا۔“

”پتا نہیں کیا پھر ہے۔“

”ہو گا کچھ۔“ جوزف نے لا پرواہی سے شانوں کو جنبش دی، چند لمحے کچھ

سوچ کر بولا۔ ”سیکن سیاں میرے سے غطرہ موجود ہے۔ تم دونوں اپنی آنکھیں

مکلی رکھتا۔“

لگنے لگتی ہو۔“

وہ بڑا سانس بندتے وہاں سے چلی گئی۔

عمران سختی سے ہونٹ پر ہونٹ جاتے ٹھس بیٹھا رہا۔ فرائگ نے اُس سے کہا: ”یہ بڑی اچھی بات ہے کہ تم اسپینی سمجھ سکتے ہو۔“

”میری ماہی زبان ہے جناب! فرانسیسی تو کیسے پڑی تھی۔ آپ تو جانتے ہیں کہ بنگالہ کی دوسری زبان بھی ہے۔“

”میری بد قسمتی ہے کہ مجھے اسپینی نہیں آتی۔“

”آپ سیکھ سکتے ہیں جناب!“

”وقت لگے گا۔ اور میرے پاس وقت ہی تو نہیں ہے۔“

”میں آپ کو سکھا سکتا ہوں۔ بہت تھوڑے وقت میں، مگر اس کے لیے آپ کو بنگالہ میں قیام کرنا پڑے گا۔“

”اوہ۔ پھر دیکھیں گے! فی الحال میری ایک بات سنو: آج رات ہم ایک میٹنگ میں چلیں گے۔ وہ لوگ یا تو انگریزی بول سکتے ہیں یا اسپینی! میں ان سے انگریزی میں گفتگو کروں گا۔ اگر وہ آپس میں میرے خلاف کوئی بات کرنا چاہیں گے تو اسپینی میں کریں گے۔ تم اس طرف دھیان رکھنا۔“

”بہت بہتر جناب! عمران خوش ہو کر بولا۔“ میں کسی کو مڑی کی طرح چوکتا رہوں گا۔ کیا وہ آپ کے دشمن ہیں جناب؟“

”میرے لئے شائد اتنے مذہموں جتنے ہرینڈا کے لئے ہیں۔“

”اوہ۔۔۔ تب تو میں اُن کی گردنیں توڑ دوں گا۔“ عمران غصیلے

لہجے میں بولا۔

”طیش میں آنے کی ضرورت نہیں! دماغ کو ٹھنڈا رکھ کر اُن کی آپس کی گفتگو

پر دھیان دینا۔“

”ایسا ہی ہو گا جناب عالی۔“

یہ کتنا عجیب اتفاق ہے کہ تم اسپینی جانتے ہو! میرے پاس ایسا کوئی آدمی نہیں تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم بھی مجھے پسند کرنے لگو تاکہ میں تمہیں ہر ہنڈا سے حاصل کروں۔“

”میری خوش قسمتی ہو گی جناب! کیونکہ آپ ایک زندہ دل مالک ہیں۔۔۔ جوانی میں جو بڑھا چاٹا مجھ پر طاری ہو گیا ہے۔ اُس سے بھی نجات مل جاتے گی۔“

”بنگالہ کے لوگ خشک مزاج ہیں۔“ فرائگ مسکرا کر بولا۔ ویسے تمہیں اسلو کے کھیل سے بھی کچھ دلچسپی ہے یا نہیں؟“

”تھوڑی بہت۔“

”نشانہ کیا ہے۔“

”میرا خیال ہے کہ بڑا نہیں ہے۔“

”باڈی گارڈ کے فرائض انجام دے سکو گے۔“

”مجھے اس کا تجربہ ہے جناب! میں پرنسپل کا باڈی گارڈ ہی ہوں۔“

”وہ رسمی سی چیز ہے! کسی ایسے آدمی کے باڈی گارڈ بننے کی بات تھی جس کی زندگی ہر آن خطرے میں ہو۔“

”کیا وہ میٹنگ ایسی ہی ہو گی جناب۔“

”میرا خیال ہے کہ ایسی ہی ہو گی! اور میں اپنے ساتھ ایک سے زیادہ آدمی نہیں لے جا سکوں گا۔“

”لکھ دیکھتے ہیں پہلے۔۔۔ دس گا، پھر آپ پر آئی آتے گی۔“

”پھر مجی میں کس طرح یقین کروں۔“

”میرے پاس دلیا اور نہیں ہے جناب۔“

”اوہ۔ تو کیا تم ثبوت پیش کرنا چاہتے ہو۔“ چھا تو چلو پاتیں باغ میں۔۔۔

فراگ اُسے پاتیں باغ میں لایا۔ اور ایک دلیا اور دسے کر بولا۔ ”دکھاؤ کیا دکھاتا چاہتے ہو۔“

”آپ ایک سکتہ اُچھالتے زمین پر گرنے سے پہلے ہی اُڑا دوں گا۔“

فراگ نے مضحکہ اُڑانے کے لئے انداز میں قہقہہ لگایا۔

”یقین کیجئے عایجاد۔“

”ایسا کرتے کیسے دیکھتا تھا۔“؟

”آپ سکتہ اُچھالتے جناب۔“ عمران نے کسی قدر جھلجھلاہٹ کا اظہار کرتے ہوئے

کہا۔ ”اگر پہلے ہی فائر میں ڈالا سکا تو دوسرا فائر اپنی کینٹی پر کروں گا۔“

”اوہ۔ یہ بات ہے۔۔۔ اچھا تو سنبھالو۔“

فراگ نے جیب سے سکتہ نکال کر اُچھالا اور جیسے ہی وہ پھرنے کی طرف آنے لگا، فائر

ہوا۔۔۔ گولی جھکے ہی پر پڑی تھی۔

فراگ حیرت سے منہ کھولے کھڑا کاکھڑا رہ گیا۔

برآمدے سے ام بینی کی آواز آئی۔ ”یہ کیا ہو رہا ہے۔“؟

”کچھ نہیں، بھاگ جاؤ۔“ فراگ نے چرنگ کر کہا۔ پھر آگے بڑھ کر عمران کا شانہ

تھپکتا ہوا بولا۔ ”میں تمہیں کسی قیمت پر بھی اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دوں گا۔“

ام بینی بھاگ جانے کی بجائے برآمدے سے اتر کر ان کی طرف سے بڑھی آرہی

تھی۔ لیکن فراگ اس وقت شانہ بہت اچھے ٹوڈ میں تھا اس لئے عمران سے بولا۔

”میں دوسرا سکتہ اُچھالتا ہوں۔ اسے بھی دکھاؤ۔“

سکتہ پھر اُچھالا گیا اور اُس کا بھی وہی شہر ہوا جو پہلے کا ہوا تھا۔

”کمال ہے۔“ فراگ بڑبڑایا۔ ”میں سمجھتا تھا شانہ دوسرا شانہ چوک جاتے۔“

اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمہارے اعصاب بھی فولاد کی ہیں۔ بیجان میں نہیں

مبتلا ہوتے۔“

”شکریہ جناب عالی! عمران شہر اکر بولا۔“

”اور ایک سو سال پہلے کی روکیاں کی طرح شرمیلے بھی ہو۔“ ام بینی منہس کر

بولی۔

عمران کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

”ارے تم آخر ہو کیا چیز۔“؟ فراگ اُس کے شانہ پر ہاتھ مار کر بولا۔

”کک۔۔۔ کچھ نہیں جناب! جب کوئی میری تعریف کرتا ہے تو میں خود کو اُکو محسوس

کرنے لگتا ہوں۔“

شام کو وہ امن نامعلوم مہم پیدائش ہو گئے جس کے لئے فراگ نے عمران کو اپنا ساتھی

منتخب کیا تھا۔ عمران کے لئے تو وہ ایک نامعلوم ہی مہم تھی۔

گھاڑی غالباً اُنسی شرک پر جا رہی تھی جس پر ایک بار پہلے بھی فراگ ہی کے ساتھ سفر

کر چکا تھا۔ لیکن وہ اُس دن۔۔۔ خوفناک شکل والا ڈھمپ لڑکا تھا۔

سفر فوری ہی معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ اندیرا پھیل جانے پر ہی اُس کا اختتام نہ

ہو سکا۔

قریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد ان کی گاڑی جسے فراگ خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا، ایک ساحلی

کافے میں داخل ہوئی۔ اور عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے خوشبوؤں کے خزانے

میں داخل ہو گیا ہو۔ مہمانت بہانے کے پتھروں کی بلی بلی خوشبو اُٹھائی تھیں

کرتی پھر رہی تھی۔ خوشبوؤں کے ساتھ ہی ٹرپسٹ اور ڈرم کی آوازیں بھی تھیں۔
نجیب سانغانی شور تھا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔“ عمران نے فراگ سے پوچھا۔

”پھولوں کا رقص! شائد کچھلی طرف میدان میں لڑکیاں ناچ رہی ہیں۔“
دفعۃً ایک جگہ فراگ نے گاڑی روک دی۔ اور کچھ فاصلے سے آواز آئی۔
”کون ہے۔“

سوال انگریزی زبان میں کیا گیا تھا۔

”جس کے تم منہ پر ہو۔“ فراگ غز آیا۔

پھر ان پر نارنج کی روشنی پڑی تھی اور فراگ دہڑا تھا۔ ”یہ کیا ہو دگی
ہے۔“

”اُس کی انگلیں چند میاگتی تھیں، عمران نے فرانسیسی میں پوچھا: ”کیا میں غار
کروں جناب عالی۔“
”ہاں۔“

”نارنج کی روشنی ڈالنے والا تیزی سے اُن کی طرف آ رہا تھا۔“

”اُدھر۔“ آدمیرے ساتھ۔ ”اُس نے قریب پہنچ کر کہا۔“

عمران اور فراگ ”نارنج کی روشنی میں اُس کے ساتھ ایک طرف چل پڑے قریب
ڈیڑھ سو گز کے فاصلے پر ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے پھر سکے۔“

”اندر تشریف لے جاتے جناب۔“ اجنبی نے اس بار بڑے ادب سے کہا۔

وہ اُس کی شکل نہیں دیکھ سکے تھے کیونکہ عمارت کے آس پاس بھی اندھیرا ہی
تھا۔

اندھیرا ہو چکا کہ وہ ایک کمرے میں آتے جہاں کئی کیرومین ٹیپ روشن تھے۔

ایک بڑی سی میز کے گرد کئی کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اجنبی نے اُن سے بیٹھ
جانے کی درخواست کی۔

پھر فراگ سے کہا۔ ”گفتگو شروع کرنے سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ آیا آپ
کا ساتھی بھی اس گفتگو میں شریک ہوگا۔“

”یہ فرانسیسی کے علاوہ اردو کوئی زبان نہیں جانتا اس لئے اس کی موجودگی سے
بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ایک آدمی ہر جگہ میرے ساتھ ہوتا ہے۔“

”ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔“ اجنبی نے سر ہلا کر کہا۔

دفعۃً قدموں کی چاپ سنائی دی اور ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

”شام بخیر، معززین۔“ اُس نے ان دونوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

جواب میں فراگ نے صرف سر کو جیش دی تھی۔

پھر وہ دونوں ان کے مقابل بیٹھ گئے۔ اور نووارد نے فراگ سے پوچھا: ”ہم
اس معاملے کو سمجھنے سے قاصر ہیں آخر ہر ہنڈا بکانا کیسے پہنچ گیا۔“

”میں کنگ چانگ کا نائب ہوں۔“ فراگ غز آیا۔ ”اور یہ ضروری نہیں کہ باس اپنے
کسی نائب کو اس حد تک آگاہ رکھے۔ پہلے اُس نے حکم دیا تھا کہ ہر ہنڈا اکور دیا جائے۔۔۔“

پھر اچانک حکم دیا کہ جانے دیا جائے۔“

”تم ہر ہنڈا کے اسٹیپر پر خود موجود تھے۔“ کسی تلخ بیچے میں کہا گیا۔

”یہ بکو اس ہے۔“

”ہم نے آواز دیکارڈ کی تھی۔ تم اپنے آدمیوں کو احکامات دے رہے تھے ہر ہنڈا
کے اسٹیپر کو صحیح سمت گز جانے دیا جائے۔“

”یقیناً میں احکامات دے رہا تھا۔“ یہ کہیں یہ بکو اس ہے کہ میں ہر ہنڈا کے اسٹیپر
پر موجود تھا۔“

”آخر کنگ چانگ کے اس طرح بدل جانے کی وجہ سے؟“
 ”مشرقیوں میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ وہ مالک ہے اور ہم سب محکم کے پابند ہیں۔
 کس کے منہ میں دانت ہیں کہ اس سے جرح کرے؟“
 ”ہم اس سے پرہیز کرتے ہیں براہ راست گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔“
 ”وہ براہ راست کسی سے بھی گفتگو نہیں کرتا۔“
 ”پس کے حکامات تمہارے پاس کس طرح پہنچتے ہیں؟“
 ”اپنی کھال میں رہو مسٹر۔“
 ”کی مطلب؟“
 ”اپنے کام سے کام رکھو۔ میں یہ کیوں بتاؤں کہ عمارت کی طرح ہے۔“
 ”اور۔ اچھا، اچھا۔“ وہ مسکرا کر بولا۔ ”واقعی میرا یہ سوال نامناسب تھا۔
 میں اپنے انکار واپس لیتا ہوں۔“
 ”فراگ نے برا سامنا کرنا کہ خوش دلی تھی اور نور اور دوسرے آدمی سمجھ سہنی
 میں کچھ کہنے لگا تھا۔“
 ”دوسرا آدمی اٹھ کر چلا گیا اور نور اور نے فراگ سے کہا۔“ دعا اصل ہم الجھن میں پڑ
 گئے ہیں اسی لئے میں تم سے کافی کہنے بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔“
 ”شکریہ میں خواہش نہیں محسوس کر رہا۔“ فراگ خشک ہنسی میں بولا۔
 ”بہر حال، ہم اپنی گفتگو دو تانہ ماحول میں جاری رکھیں گے۔“
 ”کیسی۔ یہ وہ تو ختم ہو چکی۔“ فراگ مفرایا۔
 ”تعلقی نہیں، کنگ چانگ سے ہمارے تعلقات بہت پرانے ہیں، ہمیں علم ہے
 کہ وہ معقول معاوضے پر ہماری مدد کرتا رہا ہے۔“
 ”میں جانتا ہوں۔“

”اس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے چاہئے کہ اس نے اس بار ہمارا کام کیوں نہیں
 کیا۔“
 ”تمہیں علم ہی معلوم ہو جاتے گا۔“
 ”وہ کس طرح۔۔۔“
 ”تم پھر ہمارے طریق کار کو زیر بحث لانے کی کوشش کر رہے ہو۔“
 ”وہ۔۔۔ مجھے افسوس ہے۔ لیکن آخر کب تک ہمیں اس کی وجہ معلوم ہو سکے
 گی۔“
 ”وقت کا تعین نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ وہ دیر نہیں لگے گی۔“
 ”وہ سارا آدمی پھر کہہ رہے ہیں داخل ہوا اس بار اس کے ہاتھوں پر کافی کیڑے
 تھے۔“
 ”کیڑے میز پر رکھ کر وہ دو پیالوں میں کافی نڈیلنے لگا۔ اور پھر یہ پیاں فرنگ اور
 عمران کے آگے کھڑکی دی گئیں۔“
 ”دل سے عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا رویہ بالکل اچھا تھا۔ اس کا رخ سیربانوں کی طرف
 تھا۔“
 ”اب تم ہی دونوں اس کافی کو پیو گے۔“ اس نے کہا۔ اس نے انہیں اسہنی
 میں محسوس کیا تھا۔
 ”دونوں چپیں پڑے۔“
 ”یہ کیا شروع کر دیا۔“ فراگ جھراتی ہوئی آواز میں بولا۔
 ”ابھی معلوم ہو جائے گا جناب۔“ عمران نے مزاحیہ انداز میں کہا۔ ”ابھی یہ کافی
 ہمیں ہی پڑے گی۔“
 ”پھر اس نے رویہ اور کو جیش دے کر ان دونوں کو مخاطب کیا۔“ سوت سے

بہتر بیہوشی می رہنے کی دوستو! پائیں 'نشاۃ دہری' باؤ درد کھوڑیوں میں سوراخ
ہو جائیں گے۔"

"یہ... یہ... کیا سوچا ہے؟" فراگ کا مقابلہ جکلیا۔

"میں اسپینی نہیں جانتا۔" فراگ نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

"یہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہی کرو اور نہ...؟"

دونوں نے بے بسی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور باتھ رُخا کر پیالیاں
اُٹالیں۔

"جلدی کرو۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

انہوں نے ہر کھلتے ہوئے انداز میں پیالیاں خالی کر دی تھیں اور میز پر کھینیاں
ٹیک کر بانٹنے لگے تھے۔ اُن کی آنکھیں بہت بہت پندہ مزل جاری تھیں اور پھر
اُن کے سر میز پر ڈھلک آئے۔

فراگ حیرت سے آنکھیں پھاڑے انہیں گھورے جا رہا تھا۔

"آپ انہیں دیکھتے۔" عمران نے فراگ سے کہا۔ "میں اندہ جا کر دیکھتا ہوں کوئی
ان بھی تو موجود نہیں ہے۔"

"تو... تم تو شمال کے آدمی نکلے... جاؤ دیکھو۔"

اند کوئی بھی نہیں تھا۔ عمارت میں صرف یہی دو آدمی تھے، عمران پہلوسی کے
میں داہیں آگیا۔

"غائب ہیں بیہوش کر کے یہ کہیں نے جانا چاہتے تھے، اسپینی میں اس نے اسے
ہدایت دی تھی کہ کافی میں غلاب آور دو اعلانی جاتے۔" عمران نے بیہوش آدمیوں
پر تشویش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"پر وہ صحت کر... اب یہ ہمارے ساتھ جائیں گے۔" فراگ نے اُس کا ہاتھ

تھپک کر کہا۔

۱۵۰ انہیں اٹھا کر گاڑی تک لے گئے تھے اور پچھلی نشست پر بٹھا کر ان کے ہاتھ اور
پیر باندھ دیئے تھے۔

واپسی کے سفر کے دوران میں فراگ خاموش ہی رہا تھا... لیکن وہ پس اس
عما... میں نہیں ہوں تھی جہاں فراگ مقیم تھا... بلکہ یہ عمارت وہی عمارت تھی،
جہاں نافر، جیمس، وریٹیا کو لے جایا گیا تھا۔

میرے ساتھ آؤ۔ فراگ گاڑی سے اُترتا ہوا لڑا۔ میرے آدمی انہیں سنبھال
لیں گے۔

عمران اُس کے پیچھے چل پڑا۔ وہ ایک کمرے میں آئے جہاں ان دونوں کے علاوہ
اور کوئی نہیں تھا۔

فراگ نے نوں کار ریسیور اٹھا کر ایک بار ڈائل کیا اور پھر کسی کو نوں بیہوش
آدمیوں سے متعلق ہدایات دینے لگا۔

عمران اس کے پیچھے مودب کھڑا ہوا تھا۔ دفعۃً فراگ ریسیور رکھ کر اُس کی طرف
مڑا۔

"یہ حیات۔" اُس نے نرم لہجے میں کہا اور عمران کا شکریہ ادا کر کے سامنے دار
کرسی پر بیٹھ گیا۔

فراگ خاموشی سے اُسے گھورے جا رہا تھا، عمران کے چہرے پر اس وقت
ہلاکت کی حماقت طاری تھی۔

"تم میری توقعات سے بڑھ کر نکلتے... ہلاکت قوت فیصلہ رکھتے ہو۔" کو
دوسرے سوئے تو پہلے مجھے موقع کی نزاکت کی سے آگاہ کرتا، اور اس کے بعد میرے مشورے
کا انتظار کرتا۔"

”گنگ کیا مجھ سے حماقت سرزد ہوتی ہے جناب عاں۔! عمران خوفزدہ لیجے میں
سکلیا۔“

”مگر نہیں! تم نے وہی کیا ہے جو ایسے حالات میں ملو میں بھی کرتا۔!
”شکر یہ جناب۔“

”مجھ دوسری خصوصیت یہ تھی مرنے والی ہے کہ تم سے ابھی مجھ سے اس معاملے کے
متعلق کچھ بھی نہیں پوچھا۔“

”میں صرف اپنے کام سے کام لے رہی تھی مرنے والی ہے کہ تم سے ابھی مجھ سے جس کے بارے
میں کہتے تھے اُس نے صرف اُس پر نظر کھنکھائی۔“

”انمول چیز ہو اگر میسر سے ساتھ رہنا منظور کرو تو تمہیں، سیتی کا شہزادہ بادوں

۴۔“

”مجھے تو منظور ہے جناب لیکن میں پرسنل لائبریری کا زخم بردہ بھی ہوں۔“

”بہتے میں اُس نے تمہیں خریدا تھا اُس کی دس گنا رقم میں اُسے ادا کر سکتا

ہوں۔“

”بس تو پھر آپ ہی ملے کر لیجئے! مجھے تو تاج پستی پسند آیا ہے! چکا لیں بڑی

گھٹن تھی۔“



رات کے دس بجے ظفر اور جیس جوزف کی خوب بگاہ میں رہی یس رہے تھے خود ہونٹ
کڑا ش کے کھیلوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی لہذا وہ دور بیٹھا ایک ایک گھوٹ کر کے
بوتل ہی سے پل رہا تھا۔

”مالہ بڑا کی! سجدہ دوسروں کے سامنے گلہ س یا با ما استعمال کریتا تھا۔ اُس
جیسے بلا نوش کے سے تو میں ہی سے منہ لگا دینا بھی پڑی پڑی آسودگی کا باعث نہ
ہو سکتا۔“

”تم لوگ زندگی میں یکساںیت کا رد کیا کرتے تھے۔“ دفعۃً جوزف بھڑائی ہوئی
آواز میں بولا۔

”ہاں جو رہائی نس۔۔۔! ہمیں نے پتوں پر سے نظر مٹانے بغیر کب۔“

”اب ساؤ کیسی رہی۔“

”ٹھیک ہی رہی سوائے اس کے کہ چاروں طرف آپ ہی کی شکل کی عورتیں دکائی
دیتی ہیں۔“

جوزف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

”بڑا۔۔۔ جوزف سو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے علاوہ اور کوئی دروازہ پر جائے
کی جرات نہیں کر سکتا۔“

اندازہ غلط نہیں تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں مالہ بڑا اندر داخل ہوئی اور دروازے
کے قریب ہی رُک کر جیس اور ظفر کو گھورنے لگی جو تاش کے پتے ہاتھوں سے رکھ کر
نظر کھڑے ہوئے تھے۔

”تم دونوں، اس وقت یہاں کی کمر ہے ہو۔“ وہ بالا آؤنگ خوشگوار پہلے میں

بولی۔

”ہزباتی نس کا ضرور ہے کہ اسی کمرے میں مات بسر کریں۔“

”کیا یہ مناسب ہوگا۔ ہانا بڑے جوزف سے مخاطب ہوئی۔“

”اس سے زیادہ مناسب اور کچھ جوہی نہیں سکتا۔ جوزف نے لاپرواہی سے کہا، ”کیونکہ بہت زیادہ پریشان مت کرو۔ میری بدوشت واپس آگئی ہے اور مجھے سب کچھ جانا چاہیے۔“

”اوہ... نہیں۔“ ہانا بڑے جوزف سے بول کر بولی۔

”یقین کرو۔ اگر تم لوگ مجھے زیادہ پریشان کر دے تو میں اپنے مومن کے پاس چلا

جاؤں گا۔“

”نہیں۔“

”میں نے تمہارے کیا ہے۔ اگر مجھے آپ سے معافی مانگنے پر مجبور کیا گیا تو میں ہر کار

چلا جاؤں گا۔“

”تم بالکل نہیں بدے رہنا۔“

”میں جانتا ہوں۔ اگر ہانا کے تابع و نکت کو سلامت رکھنا چاہتی ہو تو مجھ سے

مست البصوت۔“

”ہانا بڑے بی بی سے غلط درجین کی طرف دیکھا۔“

”ہم بھی سمجھاتے ہیں ہزباتی نس، غلط جملہ ہی سے بولا۔“

”دیکھو سر بند ڈیز! وہ بے حد نرم لہجے میں بول رہی تھیں۔ یہاں تک کہ تم اکایف

سے بھر پوچھنا نہ صرف گزارنے کے باوجود بھی نہیں بدلتے۔“

”اب تو میں اور بھی زیادہ سخت ہو گئی ہوں۔“

”ایسی صورت میں تمہارے مومن بھی تمہیں برداشت نہ کر سکتے گا۔“

”میں اسے بھی دیکھوں گا۔“

”تو پھر ہم نے اتنی مصیبت خود بخود چھیلی ہے۔“ ہانا بڑے پر تفکر لہجے میں کہا۔ ”پھر چونک کر بولی۔“ ہانا بڑے کا ہاں گیا جسے تم پناہ پاس کتے ہو۔“

”میں نہیں جانتا، مرنے کے انگ میں جہاں بھی چاہے گا میں گے۔“

”یہ نہیں ہو سکتا، اے میں اپنی لکھل دھڑکت سے آگاہ رکھا ہے گا۔“

”اگر اب کبھی تمہارے، تو نگ کے تضرع آگاہ رکھیں گے۔“ جوزف حشک

بھی میں بولا۔

”میں اس کی عافیت ہے! دو تم دونوں بھی سن لو۔“ ہانا بڑے غصہ اور

نہم کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”میرے علم میں اسے بغیر تم بھی عیادت کی حدود سے باہر

دم نہیں رکھو گے۔ یہ جزائز جنہوں کے ساتھ با اذیت بہتہ بن جائے ہیں۔“

”ایسا ہی ہو گا۔“ ہزباتی نس... ہم آپ کی جائز حاصل کے بغیر کچھ نہ

کریں گے۔“

”پھر اب تم جا کر آرام کرو۔“ جوزف ہانا بڑے کو مخاطب کر کے ہاتھ دیا، ہانا بڑے

تمہیں بھی آرام کی ضرورت ہے، بہت تھک گئی ہو۔“

”میں جا رہی ہوں۔“ ہانا بڑے نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور پھر غصے سے بولی۔

”تم میرے ساتھ آؤ۔“

ظہر احترام تھا اور اس کے پیچھے چلتے لگا۔ نوا بگاہ سے باہر نکل کر وہ اس کی

دھڑکی دھڑکی گیا۔

”اب میں تمہیں اپنے مقام میں لینا چاہتی ہوں۔“

”سزت افرونی کا شکریہ ادا ہزباتی نس۔“

”اؤ۔ کہتی ہوئی وہ پھر آگے بڑھ گئی۔

”کچھ دیر بعد وہ محل کے ایک دور افتادہ کمرے میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔

”تم لوگوں کے ساتھ پریش کار دیکھا کیا رہا ہے۔“ نالابو اتنے خفہ سے پوچھا۔

”بہت اچھا ہے یوہانی نس۔“

”میں یہاں کی بات نہیں کر رہی، اپنے ملک کی بات کرو۔“

”وہاں بھی مناسب ہی تھا۔“

”کیا وہ تم لوگوں کے ساتھ شہریتیں نہیں کرتا تھا۔“

”مگر نہیں، پر نس بیحد سنجیدہ تھے، بے ضرورت زبان تک نہیں لاتے تھے۔“

”جوں تو اب سنو، ہمیں اس کے دودھ والی بات میں صداقت نہیں تھی۔“

”میں نہیں سمجھا پر ہانی نس۔“

”شاہ بنگالہا کس، دو درجہ سے ناراض ہوئے تھے، وہاں وہ بگڑ کر واپس ہو گیا

تھا۔“

”کیا وجہ تھی۔“

”میں تمہیں اس سے بتا رہی ہوں کہ تم اس پر نظر رکھو اور اسے بہکنے بدو میں

نے محسوس کیا ہے کہ وہ تم دونوں سے نہیں الگ ہوتا۔“

”ہاں! وہ کسی حد تک ہماری بات مان لیتے ہیں۔“

”تم یہ تو جانتے ہی ہو گے کہ شاہ بنگالہا فرانس کے زیر دست میں اور بیشتر

وفا داری یہ بادشاہت قائم رہے گی۔“

”مجھے علم ہے یوہانی نس۔“

”یہ اس وقت کی بات ہے جب سرجنڈا روپوش ہوا تھا۔ یہاں سیاسی

بیماری کی بندہ مولیٰ تھی۔ بنگالہا کے عوام فرانس کے تسلط سے پیچھا پیچھا کرنا چاہتے

تھے۔ ظاہر ہے کہ شاہی خاندان کے لیے یہ چند خطرناک تھی یہاں آتے دن مظاہرے

ہونے لگے۔ احتجاجی جلوسوں کی بھرمار ہو گئی۔ پھر کچھ لوگ ماقانونیت پر بھی اتر آئے۔

توڑ پھوڑ مچا رہے، پولیس گولیاں چدتی، جیل جاتے، اور کچھ دنوں کے لیے سکون ہو جاتا۔...

پھر اچانک ایک دن ایک بائیکل ہی ٹنٹے قسم کا احتجاجی مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔

لوگ سارے کپڑے مار کر، نکل ننگ دھڑنگ ٹھکڑوں سے نکل آئے اور جلوس

کی شکل میں شاہی محل کی طرف بڑھنے لگے، پولیس بوکھلا گئی، کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں

آ رہا تھا کہ کیا کیا جاتا ہے۔ وہ بالکل ناموش تھے، انہوں نے توڑ پھوڑ مچائی ورنہ

کسی قسم کا جھگامہ نہ برپا کیا، سہارے تغریبی قوانین کے مطابق کسی پبلک مقام پر رہنے

ہو جانے کی سزا ایک تفتے سے زیادہ نہیں۔ اس کے بعد ایک دن یہ دیکھنے میں آیا

کہ لوگ شہر کی سب سے زیادہ ناموش شاہی محل پر بیٹھے رفع حاجت کر رہے ہیں۔ یہ

بھی احتجاجی مظاہرہ ہی تھا، جس پر محسوس ہونے کے علاوہ کوئی سزا نہیں دی

جاتی۔ نالابو آفا موش ہو کر دوسری طرف دیکھنے لگی اور فکر بھرائی مولیٰ آواز

میں بولا: ”واقعی حکومت بڑی اُشو دیوں میں بڑھ گئی ہوگی۔“

”اور اب تمہیں بتاؤں کہ یہ ہر شے کی شرارت تھی۔“

”نہیں۔“ غفیر کے لہجے میں حیرت تھی۔

”یقین کرو۔“ وہ چوری چھپے عوامی لیڈر بننا چاہتا تھا۔ اور شہر پسندوں کو ایسی

ایسی تدبیریں سمجھاتا تھا کہ پولیس بے دست و پا ہو کر رہ جاتی تھی۔

”کمال ہے۔ گویا وہ خود اپنے پیروں پر کھڑا ہی رہا ہے۔“

”شوک و خیر جوتی۔ انہوں نے تفتے طلب کر کے ڈانٹا ڈپٹا۔ معافی مانگ لیا

کہ تفتہ یہاں نہیں کرے گا۔ سرجنڈا نے معافی مانگنے سے انکار کر دیا اور پھر اس

دن کے بعد سے ہم اس کی شکل دیکھنے کو ترس گئے تھے۔ ابھی پچھلے دو دن قبل کی

بات ہے کہ تمہارے ملک کے فرالیسی سفیر کے توسط سے میں یہ بات معلوم ہوئی کہ
ہرنڈ کہاں ہے؟

”اچھا، اگر اب بھی پرس نے شاہ سے معافی مانگی تو کیا ہوگا؟“
”میں اسکا تصور بھی نہیں کر سکتی، ہو سکتا ہے وہ اس شخص کی بات مانے جسے

اپنا پاس کہتا ہے۔“

”کہا آپ کو علم ہے کہ پاس کہاں ہے؟“

”میں نہیں جانتی، وہ ہیں جنکا کے ساحل پر آثارِ کرغائب ہو گیا تھا۔“

”پاس کے بغیر کام نہیں چلے گا،“ اظفر طویل سانس لے کر وہ۔

”تو پھر اسے تلاش کرو۔“

”ہمارے پاس ہے، اب رہے، اب بے غور رہی مناسب سمجھے گا، ہم سے آجے گا، ایسے
آپ یہ ترتیب ہی سکیں گی کہ جگہ نامیں پرس کو کس قسم کے خطرات پیش آ سکتے ہیں۔“

”کبھی قسم کے بھی نہیں۔“

”حیرت ہے، حالانکہ پرس ہیں اپنی خواب گاہ میں اسی لئے رد کے رکھنا چاہتے

میں کہ کسی قسم کا خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔“

”اس پر مجھے بھی حیرت ہے چنانچہ میں پوچھتی ہوں۔“

”بہنیں پور دہائی اس پر کہ آپ نے مجھے اپنے اعتماد میں لیا ہے، اس لئے میں نے

بھی یہ بات کہہ دی ورنہ پرس نے سختی سے منع کر دیا تھا۔“

”بڑی عجیب بات ہے۔“ اظفر طویل سانس لے کر وہ۔

”کچھ دیر خاموشی رہی پھر اظفر طویل نے یہ ممکن نہیں ہے کہ موکارو کا بادشاہ ہنگاماً

کو بھی پنے قلعے میں لینے کے لیے پرس کی زدگ کا حصار میں درجالتے۔“

”ہرگز نہیں، کبھی نہیں۔ ایسی کول بات اس کے سامنے رہاں سے۔“ کاٹا

خونی رشتوں کی تقدیس کے ثنائی ہے۔ وہ پرس کا پاس ہے، ان اہل حرف میں
حکومت کے لئے رشتے دار ایک دوسرے کا خون نہیں بہاتے۔ اور رشتوں کا احترام
میں طرح کیا جاتا ہے کہ ان پر ملکی قوانین بھی اثر انداز نہیں ہوتے۔“
”میں نہیں سمجھا لہذا ہالی نہیں۔“

”سے یوں سمجھو کہ پچھلے سال موکارو میں قانون بن گیا ہے کہ کوئی غیر ملکی موکارو کے

ساحل پر قدم نہیں رکھ سکتا اس پاس کے جزیرہ دوں کے لوگوں پر بھی یہ قانون لاگو ہوتا

ہے، لیکن ہرنڈ اسب چاہے موکارو جاسکتا ہے، یہی نہیں بلکہ جتنے آدمی

چاہے اپنے ساتھ لے جاسکتا ہے۔ اس پر اسس قانون کا اطلاق نہیں

ہوگا۔“

”وہ۔“ اظفر طویل نے اپنی پیش گوئی سنانے کا پھر تھوڑی دیر بعد

ہولائے اچھا تو پھر اس جنگلے کا کیا مقصد تھا، آخر کنگ چانگ کیوں نہیں پاتا

تھا کہ پرس بڑکانا پہنچیں۔ اور مانا آپ نے جہاں میں سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ

موکارو کا بادشاہ اس سازش کی نپٹت پر جو سکتا ہے۔“

”اس مسئلے میں کویتا نے مجھ سے کچھ کہا تھا، وہی میں نے تم لوگوں کے سامنے

نہیں کرنے کی کوشش کی تھی، اس لئے یہ کہا تھا کہ کنگ چانگ کے آدمی پرس

سے اُلجھیں گے۔“

”آخر کیوں؟“

”وجہ وہ بھی نہیں بتا سکتی تھی، اسے اپنے بڑے آفیسر کی طرف سے صرف اتنی

سی ہدایت ملی تھی، وجہ یہ ہے کہ میں نہیں بتا سکتی۔“

”اچھا تو پھر آپ کیسے اپنے پاس کے پاس سے کیوں باز رکھنا

چاہتی ہیں؟“

”ذرا غفل استعمال کر۔ خدا کے توبہ کا ناپہنچے ہیں۔ اب یہاں سے کہیں اور جانے کی سوچھی توبہ جانے کیا مشورہ ہے!“

”اُدھ! اچھا سمجھ گیا۔ میں کوشش کروں گا کہ پرس شاد سے معافی مانگ لیں۔“

”اتنا بڑا انعام اُدھوں کی کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔“
”اُدھ کے لیے ہائی ٹنس ہے!“



عمران سر کے بل کھڑا تھا اور ام بی بی اُسے حیرت سے دیکھتے جا رہی تھی وہ اُسے بیوقوف اور سنجیدہ سمجھتی تھی۔ اس نے اس کے اس فعل کو شرارت پر لہجوں کرتے کے لئے بھی تیار نہیں تھی۔

اُسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ام بی بی نے کھنکھاتا ہوا۔ تب تبہ۔ گایا تھا عمران پر کھلاتے ہوئے انداز میں سیدھا ہو گیا

”اُس کے چہرے پر مامت کے آثار دیکھ کر وہ پھر ہنس پڑی۔“

”مم۔۔ میں عبادت کر رہا تھا مادام۔“ عمران ہلکایا۔

”یہ عبادت تھی۔ وہ ہستی رہی۔“

”عبادت ہی ہے۔“

”کس مذہب سے تعلق رکھتے ہو۔“

”یہ بتانا سکوں گا۔۔ میں معافی چاہتا ہوں۔“

”کوئی پوستیہ مذہب ہے۔“

عمران سر کو اٹھاتی ہمیشہ دیتا ہوا ہوا۔ اس مذہب کا وہیں انمول یہ ہے چونکہ

”وہی سر کے بل پید ہوتا ہے اس نے۔ سے سر کے بل کھڑا رہنا چاہیے۔“

”تو پھر کھڑے رہو کہیں نے منع ہے۔“

”غواہین کی موجودگی میں نا ممکن ہے۔“

”کتنی دیر یہ عبادت جاری رہے گی۔ مجھے قرعے کچھ گفتگو کر لی تھی۔“

”بس قسم ہی سمجھتے دیکھ باس بھی سر ہے میں۔“

”ہیں! بہت سویرے کہیں پہنچا ہے۔“

”تو پھر فرمائیے۔“

”ناشتے و میز پر۔ میرے ساتھ تو۔ کہتی ہوئی وہ آگے بڑھ گئی۔“

عمران نے مونٹ بیچ کر سر کو جنبش دی اور اُس کے پیچھے چلنے لگا۔! ڈی سنگ

”موم میں پود پڑ کر وہ اُس طرف ٹھہری تھی۔“

”بیٹھ جا۔“

”تو بہتر۔“ عمران پر پھر لو کھلا ہٹ ظاہری ہو گئی۔

”تم ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آتے۔“ وہ اُس کے مقابل بیٹھتی مورتی ہوئی۔

”لگ۔ کوئی بات نہیں ہے مادام میں اپنی ماں سے بہت اُڑتا تھا۔ اس سے

عقد تیں مجھے خوفناک معلوم ہوتی ہیں۔“

”وہ اُسے خود سے دیکھتے لگی۔ پھر پڑی۔ یہاں آئے سے پہلے کہاں تھے۔“

”اپنے گھر میں۔“

”تمہارا گھر کہاں ہے۔“

”بات دراصل یہ ہے مادام کہ اس کی اجازت کے بغیر میں اپنے بارے میں

تپ کو کچھ بھی نہیں بتا سکوں گا۔“

”اُدھو۔ تو کیا اُس نے منع کر دیا ہے۔“

”جی ہاں! ضرورت سے آپ کی بات نہیں ہے کسی کو بھی کچھ نہ بتاؤں، اس کی بددیت ہے۔“

”حیر... حیر... نہ شہ کرو۔“ وہ ناخوشگوار بے میں بولے۔
”شکریہ ادا م۔“

”میرا نام ام ستی ہے۔“

”چھا...! عمران کے لیے میں حیرت تھی۔“

”میں نے تمہیں پہلے جی بتا دیا تھا... کیا تم بھول گئے۔؟“

”بھول جاتے کے مرض میں مبتلا ہوں۔“

”کیا تم نراگ کو بہت دنوں سے جانتے ہو۔؟“

”عمران کو۔۔۔ ہوا۔۔۔ سرٹیکا کے ناموش سے اشتہ کرتا رہا۔ وہ اسے غصیلی نعروں

سے گھورتے جا رہی تھی۔ دلچہ تیز بچے میں بولے یہ پہلا موقع ہے کہ وہ مجھے کسی

خوبصورت جوان کے ساتھ تنہا چھوڑ گیا ہے۔“

”یہ تو بہت بڑا ایک انصاف ہے۔“ عمران چھری کا ناچھوڑ کر بولا۔

”کیوں۔؟“

”میں نے تو آپ کو جیسے انوکھو خوبصورت قرار دے رہی ہیں۔“

”میں نے تمہیں کہیں کسی لڑکے نے نہیں چاہا۔“

”میں نے عرض کیا تھا کہ مجھے عورتوں سے خوف معلوم ہوتا ہے۔“

”ہر عورت ماں نہیں ہوتی۔“

”کس نہ کسی کی تو ہوتی ہی ہے۔“

”میں نہیں ہوں۔“

”تب تو بڑی خوش موئی آپ سے مل کر۔ عمران کی مچ خوش موزوں۔“

”کیا واقعی گدھے ہو۔“

”جی ہاں۔“ عمران نے ایک ایک داس جو بانے کی کیٹنگ کی! درپہر کی نے

میں مشغول ہو گیا۔

”فراگ کے ساتھ تم اسے ماؤ گئے۔“ تھوڑی دیر بعد وہ آہستہ سے بولے۔

”کگ... کیوں۔؟“ عمران چونک پڑا۔

”وہ کگ چانگ کا محبوب ہے۔“

”مم... میں نہیں سمجھا ادا م۔“

”وہ خود ہی کگ چانگ بن چکا تھا۔ پتلی غلط تھی۔ میں نے کگ چانگ

نے تھوڑی سی سزا دے کر معاف کر دیا۔ اور سزا میں اُن پانچ خوش نصیبوں میں

سے ہوں جنہوں نے کگ چانگ کو دیکھا ہے۔“

”اچھا۔؟“ عمران نے حیرت ظاہر کی۔

”یقین کرو۔۔۔ لیکن تم اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گئے۔“

”عمران نے سعادت مند انداز میں سر کو نفسی حبش دی۔ پھر بولے۔“

”وہ کیسا ہے۔؟“

”بیمہ خوفناک شکل والہ ہے، کم از کم میں تو اس سے آنکھیں نہیں داسکی

تھی۔“

”آپ نے بہت اچھا کیا، اگلا کر دیا۔ میں تو سزا بھی نہیں کر سکتا کہ کگ چانگ

کا کوئی نائب خود کگ چانگ بن بیٹھنے کی کوشش کرے گا۔“

”اسی لئے تو پوچھ رہی تھی کہ تم پہلے کہاں تھے۔؟“

”اس سے کیا فائدہ ہوگا۔؟“

”یہ تو میں نہیں جانتی۔ تمہارے نشانہ بڑے محبوب کا ہے۔“

”یہ بات تو ہے۔“ عمران نے پرتشوش لہجے میں کہا۔

”کیا وہ کسی خاص آدمی کو قتل کرانا چاہتا ہے؟“

”اب میری زبان بند رہے گی مادام۔“

”بیوقوف آدمی! میں تم سے صرف یہ کہ کلفت ہونا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ کچھ بھلا

لینا مقصد نہیں۔“

”تو یہ آپ نے پیسے کیوں نہیں بتایا تھا؟“ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اُس

کے سر پر چپت رسید کر دی۔

”یہ کیا بیہودگی ہے؟“

”بے تکلفی۔“

وہ کھپائی سی ہنسی کے ساتھ بولی: ”کچھ بھلا لکھ لکھ رہے ہو۔“

”پتا نہیں! آپ کی چاہتی میں۔“ عمران نے مایوسی سے کہا۔

”میں سمجھ گئی۔“

”کیا سمجھ گئیں؟“

”وہ اسی نے تمہیں یہاں چھوڑ دیا ہے۔“

عمران ہر نقوس کی طرح منہ کھولے اُس کی طرف دیکھتا رہا۔

”ناشتہ کرو۔“ وہ غصیلے لہجے میں بول۔ اور عمران جلدی جلدی کافی پینے لگا۔

”ام بیٹی چند لمحوں سے گھورتی رہی پھر اٹھ کر چلی گئی۔ عمران نے خالی کپ میں

دوبارہ کافی نکلیں دھانگیں ہلا کر نہایت، لمبیاں سے چسکیں لیتا رہا۔

وہ اس سے بے خبر نہیں تھا کہ فرارگ پشت و سے دو زبے میں کھڑا اُسے

گھوڑے جا رہا ہے۔

فرارگ بے آواز چپتا ہوا، اُس کے قریب پہنچ گیا، لیکن وہ انہماں ہی مارتا رہا۔

ایسا لگتا تھا جیسے کافی نہیں دینوں پل رہا ہو۔۔۔ دویا دانسیہ سے بے خبر۔!

دلفینہ لہارگ نے اُس کی کرسی کے پاسے میں زوردار ٹھوکر مار دی اور عمران اُٹھ چل

کر الگ ہٹ گیا، ورنہ ٹولی ہولی کر کسی کے ساتھ خود بھی فرش پر آ رہتا۔

”مہ۔۔۔ میرا قصور۔۔۔ جناب عالی۔“ عمران نے غور سے لہجے میں پوچھا۔

”خاک و ہیکار ہے تھے۔۔۔ ذیل آدمی۔“ فرارگ دہرایا۔

”نہ میں تو۔۔۔!“

”جنرل سو۔۔۔ میں نے خود دیکھا تھا تم اُس کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔“

”جج۔۔۔ جناب عالی۔۔۔ وہ تو میں نے چپت رسید کی تھی۔“

”خاموش رہو، اگر تمہیں پناہ نہ دی ہو تو قتل کر دیتا۔۔۔ پچھے جاؤ یہاں

سے اور کبھی اپنی شکل نہ دکھانا۔“

”اتنے میں ام بیٹی بھی آگئی۔ شائد اُس کی دہڑاہی سن کر آن تھی۔“

”ادگیتا! تم بھی نکل جاؤ یہاں سے۔“ وہ اُس پر سٹ پڑا۔

”تم ہوش میں رہنا نہیں۔“

”جاؤ۔“ فرارگ حلق پھاڑ کر دہرایا: ”دونوں فوراً نکل جاؤ۔ میں نے آج

تک کسی عورت کو بھی قتل نہیں کیا۔“

”اگر آپ لہر مائیں تو میں قتل کر دوں۔“ عمران نے بڑے ادب سے کہا۔

”بھلا اس مدت کرو۔“ لکل جاؤ یہاں سے۔ میں تا جی میں تم دونوں کا وجود

ہر داشت نہیں کر سکوں گا لہذا شام سونے سے پہلے ہی جدھر سینگ سہاڑی

چیتے بنو۔“

”وہ تو میں جانتی ہی تھی۔“ ام بیٹی تلخ ہنسنے میں بولی: ”میرا بھی وہی حشر

ہوگا جو دوسری راتوں کا ہوتا رہا ہے۔“

”میں کچھ سنتا نہیں پاتا۔ نکل جاؤ۔“

”اچھا... اچھا... وہ عمران کا ہاتھ پکڑ کر یوں اندھ پھر اسے دروازے کی طرف کھینچنے لگی۔“

”ارے... ارے... عمران نے بوکھلے کر اس سے ہاتھ ہٹا لیا۔“

”جاؤ...! لڑکے دونوں ہاتھ اٹھا کر دھانسا۔“

پھر دراجی سی دیر میں وہ دونوں عمارت کے باہر نظر آئے۔

”دیکھا تم نے... دیکھ لیا۔“ امینہ عمران کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

”م... میں پاگل ہو جاؤں گا۔“

”آر بات کیا کہتی تھی۔“

”کہہ رہا تھا کہ تم امینہ کی کوہ کراہے تھے... بس کا سر سہا رہے تھے۔“

”سب بکواس ہے! وہ بہت دنوں سے چھٹکارا پانے کا جہان تلہ کشش کر رہا تھا۔“

”تمہارے... علم نے نتیجہ اٹھانے میں سواں کیا۔“

”ہاں! وہ ایسا ہی ہے۔ اجہ میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے بغیر زندہ نہ رہ سکے گا۔“

”لیکن پھر کچھ دنوں کے بعد اس طرح بدل جاتا ہے جیسے کہیں کی جان پہچان بھی نہ رہی ہو۔“

”سچی مینڈک ہے مگر مجھے تو بتایا تھا کہ وہ پردے خیم کا پوتا ہے۔“

”شاید اُسے اپنے باپ کا نام تک نہ معلوم ہو۔“ امینہ تلخ سی منہ کیساتھ بولی۔

”بڑی عجیب بات ہے۔“

”ختم کر دیتے ہیں... اب یہ سرچو کہ جانا کس ہے! مدد سچی ٹی شاکر جانے

کے بعد ہم قتل کر دیئے جاتے ہیں گئے۔“

”کیا نام بتاتی ہے باہر جانے کا جارت نامہ ہے تمہارے پاس۔“

”وہ تو ہمیشہ رکھتی ہوں، مجھے میرے سپانے کا بہت شوق ہے۔“

”اچھا تو بس پھر ہم شام سے پیچے ہی نکل چلیں گے۔“

”سیکن کس سے؟“

”بڑکانا۔“

”کیا تم وہیں رہتے ہو۔“

”فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو جاتے گا۔“

”بڑی عجیب بات ہے... شاید وہ فرانسیسی روک بھی نکالنا ہی میں رہتی ہے۔“

”جس کے سسلے میں کنگ چائنگ نے سے سزا دی تھی۔“

”جہنم میں جاتیں کنگ چائنگ! وہ مینڈک دونوں۔ تم مجھ سے بے تکلف ہونا

پاہتی تھیں... اب ہو جاؤ۔“

”امینہ منس بڑی اور پھر بولی۔“ مجھے بسے لوگ پسند ہیں جنہیں کسی ات کی

بھی پرواہ نہ ہوتی ہو۔“

”مجھے کیا پرواہ ہو سکتی ہے میرا تعلق بڑکانا کے ساتھ ہی ملے ہے۔“

”نہیں۔“ امینہ انہماک سے اس کے قریب آگئی۔

”ہاں... ہاں... ہنسنا، لالہ اور اکا پر سلی سیکر ٹی ہوں، اب تمہیں سب کچھ

بتا دوں گا لڑکے سے اب میرا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اچھا ہی ہوا ہو، یہ پاگل آدمی ہے

پھیلا پھوٹ گیا۔“

”سوئیں تو ہے کہ تم ایسی پوزیشن کے مالک ہونے کے باوجود بھی لڑکے جیسے

بد معاشرے کیوں تعلق رکھتے ہو۔“

”اُمس نے خرد ہی تعلق پیدا کیا تھا بہت تھا کہ تمہیں پریشان لالہ تو سے مالکوں کا۔“

”اور دوسری بات پر ایسی ناقدہری کر بیٹھا۔“

”رست پھل رات اگر میں نہ ہوتا تو مارا جاتا گیندے کا بچہ۔“

”کیا مطلب۔“

”یہ نہیں بتاؤں گا۔۔۔ اب کھسکو یہاں سے! کوئی درد ٹھکانا نہیں ہے تمہارا۔“

”اب تم بڑی بے تکلفی سے باتیں کر رہے ہو۔“

”پہلے تم باس کی مجبوریتیں، اس سے احترام کرتا تھا تمہارا۔“

”اور اب دونوں ہی ذیل ہو گئے ہیں۔“ وہ ہنس کر بولی۔

”تمہیں افسوس نہیں ہوا؟“ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

”قہقہے نہیں! اسے خود سے چھوڑتی تو دوسری دنیا کا سفر کرنا پڑتا۔“

”اب کہاں جاؤ گی۔“

”کیا تم اپنے ساتھ بندے جاؤ گے، ابھی تو کہہ رہے تھے۔“

”ماں۔۔۔ ماں۔۔۔ لیکن تم وہاں رہو گی کہاں۔“

”تمہارے ساتھ۔“ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکراتی۔

”مم۔۔۔ مگر مجھے عورتوں کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔“

”اب جو باتے گا اتنا تجربہ کار بن دوں گی کہ مرکیاں تو سمجھت چھوڑ دیں گی۔“

”میں اُنہی مچھلا مجھے مذاق کرو۔“

”اچھا تو پھر مجھے گول مار کر سند میں پھینک دو۔“

”غیر۔۔۔ غیر۔۔۔ سوچوں گا۔“

وہ عمارت سے بیت دُور نکل آتے تھے۔ دفعتاً ام بینہ کی دکر بولی۔

”اب تو پیدل نہیں چلا پاتا۔“

”آؤ! میری نپکت پر سوار ہو جاؤ! عمران سنبیدگی سے بولا۔

”یہ تو فی کی باتیں نہ کرو۔ کہیں بیٹھنا پڑے۔“

”تم کسی ایسی جگہ سے واقف ہو تو مجھے ملو، میں تاجی میں ابھی ہوں۔“

”پہلے بھی نہیں آتے۔“ ام بینہ نے حیرت سے پوچھا۔

”جھوٹ کیوں ہوں گا۔“ عمران نے غصے سے بکھے ہوئے کہا۔

اچانک وہ اپنی جانب کسی تیز رفتار گاڑی کے بریک چڑھتے اور وہ اچھل کر دوسری

طرف سٹ گئے۔ گاڑی رُک چکی تھی۔ اگلی سیٹ پر دو آدمی بیٹھے نظر آتے۔ جوان کے

لٹکا اجلی تھیں تھے۔

”باس نے تمہیں واپس بلایا ہے۔“ اُن میں سے ایک نے اس دونوں کو مہذب

کیا۔

عمران نے ام بینہ کی طرف دیکھا۔ وہ سختی سے ہونٹ بھینچے کھڑی تھی۔

”ہم واپس جہیں جا رہے تھے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”کیوں شامت آئی ہے۔“ اُس نے ہنس کر کہا۔

”گنگو کا یہ نڈا مجھے پسند نہیں ہے۔“

”سکواس مت کرو۔ اس کے حکم کی تعمیل زبردستی بھی کرائی جا سکتی ہے۔“

”چلے چلو۔“ ام بینہ خوفزدہ بکھے ہوئی۔

”تم جانا چاہو تو جا سکتی ہو میں سے اُس سے بھی زیادہ بڑے بیٹنگ دیکھے

میں۔“

وہ دونوں گاڑی سے اتر کر عمران پر جھپٹ پڑے! ام بینہ سختی سے بولی پچھے پست گئی

تھی۔ لیکن اُس نے اُس دونوں کو رکا کھڑا کرتے ہوئے دیکھا۔ عمران کا دانت باندھ صرف

دو بار تیزی سے حرکت میں آیا تھا۔ ایک تو گزری گیا تھا۔ دوسرے نے بڑی پھرتی

سے ہاتھ کھینچ لیا۔

"یہ کھلنا بیسب میں دکھو... درنہ جی زخمی ہو جاؤ گے۔" عمران نے پرسکون انداز میں کہا۔

"تھیں چلتا پٹے گا۔" وہ چ توکا ہیں پنجا کر بولا۔

"یہ تو پتہ ہے توپ بھی مجھے واپس نہیں سے باسلیں نے۔"

"جھگڑا امت کر دو چلے چلو۔" ام بیسی مردانسی ہو کر بولی۔

"اب تو تمہیں بھی نہیں چلے دوں گا مجھے نصتہ آگیا ہے۔"

چاقو رانے نے اُس پر چھلانگ لگائی اور بائیں جانب سے دوسرا آدمی بھی جھپٹ پڑا۔ لیکن جو یہ کہ اُس کا چاقو اُنسی کے ساتھی کے واسطے پیرو میں اُتر گیا۔ زخمی کی کراہ دل لرزادیتے والی تھی۔

عمران دُور کھڑا کہہ رہا تھا۔ میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ چاقو لکھو۔

حلقہ اور اپنے زخمی ساتھی کے قریب دوڑا تو ہو کر چاقو اُنسی کے پہلو سے لگانے لگا تھا۔

عمران نے جھپٹ کر ام بیسی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور گاڑی کی طرف دوڑ لگائی۔

"ارے... ارے... مجھے چھوڑ دو۔" وہ بالکل ایسے ہی انداز میں بولی جیسے

گالی دے رہی ہو۔

لیکن تنہا دینے عمران اسے کچھ سیٹ پر دھکیل پکاتا تھا؛ پھر گاڑی شارٹ کی۔ وہ ام بیسی کے حجاج کے، وجود اُسے تیز رفتار می سے آگے بڑھا آ چلا گیا۔

"اب بچ مارے بائیں گے۔" ام بیسی دانت پیس کر بولی۔

"چھو، تو کیا وہ چاقو سے میری پیٹھ کھینچنے آتے تھے۔؟"

"نہیں... خیر... تم دیکھ ہی لو گے۔!"

"میں نے اُن پر حملہ نہیں کیا تھا۔"

"میں سب کچھ دیکھ رہی تھی پھر تیلے بندہ... تمہارے یہی سی حرکت کی تھی کہ رابرٹ کا چاقو ریکس کے پیٹ میں اُتر جاتا۔"

"کیا تم پرستی تھیں کہ وہ میرے سینے میں اُتر جاتا؟"

"کچھ بھی نہ بتا۔" وہ جھٹک کر بولی۔

"تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔؟"

"اب کہاں جا رہے ہو۔؟"

"جہاں قسمت لے جائے۔" بندھن کا مشربارہا ہے کہ ننگی سر زینہ۔

"میری ماں تو چپ چاپ واپس چلو۔"

"خاموش بیٹھو جو عقائد رکھو اور نہ میری کسی حرکت کا شکار ہو جاؤ گی۔"

عمران میسنر سڑک پر فرار ہو رہی تھی۔ ام بیسی کے چہرے پر دہشت زدگی کے آثار گہرے ہونے چلے گئے۔ وہ آواز خروہ ہو کاتی ہے جب۔ بہت بڑا ہوا۔

"تم تو اس طرح کہہ کر اگل رہی ہو جیسے حقیقت تو یہ کچھ اور ہی رہا ہو۔"

"چھو، میری ایک بات مان لو، ام بیسی کی کیا پاتی ہوتی تار میں بول۔"

"کچھ کہہ رہی تھی۔"

"نہیں۔۔۔ یہی گاڑیوں میں سمیت تمام ترقی آلات لگے مرنے ہیں جدھر بھی جائیں گے

اُسے خبر ہو جائے گی۔ بہت کہیں ٹوک کر چپک کر دو۔"

"یہ جوتی ہے کام کی بات۔" عمران نے کہا اور گاڑی کو سڑک سے تار کر پٹاؤں کے

درمیان موڑ دیا۔

"ام بیسی کا خیال غلط نہیں تھا۔ پچھلے دنوں گاڑی کے نیچے سمت غنائیکڑ ونگسب مل گیا۔

عمران نے اُسے رکاں کر پوری طاقت سے دُور تک بکھری ہوئی چٹانوں کے درمیان

پھینک دیا۔"

”گنگ... کیا سو رہا ہے۔“ ام بیتی بیدار ہو کر پٹھی۔

”چنپ چاپ پڑی رہو۔ دیر نہ کھو پڑی میں سو رہا ہے گا۔“ انھوں نے ہمیں آیا ہے۔“

دوسرے فائر سے سمیت کا۔ وہ جوجھاٹے کے بعد اس نے بھی ایک نثار کیا۔

”نثار اندازِ رحم۔“ ام بیتی منت ہی۔

”ضرور رحم۔“ لیکن تم چنپ چاپ پڑی رہو۔“ عمران کہہ کر پٹھتی سے پیچھے کھٹکاسی تھا کہ ٹھیک اس جگہ کی مٹی اڑ گئی۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے تیسرا فائر تھا۔

اس بار سمت کے ساتھ ہی حملہ آور کی صحیح پوزیشن کا بھی احساس ہو گیا۔ عمران گاڑی کی دوسری طرف سے پوچھ چکا تھا۔

ٹرینگر پر چبی ہوئی انگلی ایک بار پھر حرکت میں آئی۔ نثر کی آواز کے ساتھ ہی ایک طویل کردہ جس فضا میں بھری تھی۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی دزنی چیز نشیب میں لڑھک رہی ہو۔

”گنگ... کیا ہوا۔“ ام بیتی پھر لڑی۔

”تمہاری زبان بند رکھنے کے لیے بھی ایک فائر کرنا پڑے گا۔“

”نہ... نہیں۔“

عمران گاڑی کی دھڑ سے نکل کر اُس طرف چل پڑا چند لمحوں سے کسی دزنی چیز کے گرنے کی آواز آتی تھی۔

تھوڑے ہی فاصلے پر اُس کا شکار اوندھ عاقر نظر رہا۔ گوں بایا جیڑ توڑ ل ہوئی دوسری طرف لنگ لگتی تھی۔“

عمران پھر گاڑی کی طرف پلٹ آیا۔۔۔ ام بیتی کو نیچے آواز نہیں فاصلی دشواری پیش آتی تھی۔ وہ کسی خوفزدہ پرندے کی طرح کانپ رہی تھی۔

”چلو دیکھو وہ کون ہے۔“ عمران اُسے لاش کی طرف دھکیلتا ہوا لولا۔ ام بیتی نے نہ غمی ظاہر کی۔ اس سے پہلے اُسے نہیں دیکھا تھا۔

”اُس کے پیشمار آدمی پاپ اسے تے کے چپے پر موجود ہیں“ اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اس کی تلاش ہو۔۔۔ اگر اس کے پاس سے مخصوص ساخت والا ڈائریکٹر برآمد ہو گیا تو پھر بتاؤں گی۔“

جامد تلاشی پر چبی ڈائریکٹر برآمد ہوا تھا۔۔۔ راتفل کے کار تو سوں کی پیٹی بھی عمران نے کھول لی۔۔۔ لیکن راتفل کا کہیں پتا نہ تھا۔

”اب کھڑے کی سوچ رہے ہو، یہ معصیت عرف گاڑی کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔ اُس نے ڈائریکٹر پر اپنے آدمیوں کو آگاہ کر دیا ہو گا۔“

”گاڑی میں چھوڑ جائیں گے۔“

”خارجا نا کہاں ہے۔“

”مجھے اُس جگہ کا نام معلوم نہیں! لیکن یہاں سے زیادہ دُور نہیں ہے۔“

گاڑی کے پتوں کی ہوا نکال کر عمران آگے بڑھ گیا! ام بیتی اُس کے پیچھے چل رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ نشیب میں اترنے لگے۔ سدنے جڈ نظر تک سمندر پھیلا ہوا تھا۔

”سیرا! تم چھوڑ دو۔۔۔ تم بہت تیز چل رہے ہو۔ تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی۔“

ام بیتی نے اُپتے ہوئے کہا۔

عمران نے اُس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور تیزی سے نشیب میں اتر رہا۔



دونوں قیدی کڑیوں سے بندھے ہوئے تھے اور فراگ اُن سے کچھ فاصلے پر کھڑا اس طرح گھورے جارہا تھا جیسے دوسرے ہی لمحے میں اُن کے سنے سزے موت تجویز کر دے گا۔ قیدی پُر سکون نظر آ رہے تھے۔ اب لگتا تھا جیسے انہیں اس واقعے پر ذرا بہا بہا بھی تشویش نہ ہو۔

”کیا تم اپنی زبانیں نہیں کھولو گے؟“ فراگ کچھ دیر بعد بولا۔
”اپنا وقت ضائع نہ کرو۔“ اُن میں سے ایک نے کہا۔ ”تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔“

”یقیناً! میں اُس وقت تک تمہیں زندہ رکھوں گا جب تک تم اپنی زبان نہیں کھولتے۔“
”کوشش جاری رکھو۔“ دوسرے نے مضحکہ اڑانے کے ساتھ انداز میں کہا۔

”بتاؤ۔“ موکاروہیں کیا ہو رہا ہے۔“ فراگ دہرایا۔ اور وہ دونوں ہنسنے لگے! پھر اُن میں سے ایک بولا۔ ”ڈکراتے رہو جیسے کی طرح۔“

فراگ نے سختی سے ہونٹ بھینچے اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اُس کے قریب پہنچا پھر دونوں ماتحتوں سے اُس کا سر حزام کرنا دیکھ کر جھٹکا دیا۔ عجیب سی آواز قیدی کے ملنے سے نکلی تھی اور اُس کا سر معمول سے زیادہ گھٹ گیا تھا انکھیں ملحقوں سے اُبل پڑی تھیں۔
فراگ نے ہاتھ ملاتے ہی سمجھ لیا کہ اُس کا سر سینے پر ڈھلک آیا۔

”اُس کے ساتھ ہی نے اُسے نو فرسہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟“
”وہی جو گردن کی ہڈی ٹوٹ جانے پر ہوتا ہے۔“ فراگ نے بڑے اطمینان سے

جواب دیا۔

”نہیں۔“ دوسرا قیدی چہینا۔

”ہمیشہ کے لئے اس کی زبان بند ہو گئی ہے، مجھے عیناً اُسا تھا بدھیز نے۔“
دوسرے قیدی کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

”تنت... تم نے کسے، ڈالالہ۔“ قیدی کی آواز کانپ رہی تھی۔

”تمہیں بھی اسی طرح مار ڈالوں گا۔۔۔ ورنہ بتاؤ کب مجھے مہوش کر کے کہاں سے جاتا ہوں۔۔۔“
”مہ...“ موکاروہ۔

”کیوں؟“

”میں یہی حکم ملا تھا، اگر تم کنگ چانگ کے غیر متوقع رویے کی ضمانت نہ کر سکو۔۔۔ تو تمہیں کسی نہ کسی طرح موکاروہ پر بھیج دیا جائے۔“

”کب تک حکم دیا تھا۔“

”موکاروہ کے بادشاہ نے۔“

”بھوکا اس ہے، موکاروہ کا بادشاہ ایسا کون حکم نہیں دے سکتا۔“

”ہم اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتے۔“

”تم لوگ بھی تعزیر ملکی ہو، پھر موکاروہیں کس طرح مقیم ہوئے۔“

”پڑانے باشندوں میں ہمارا شمار ہے، رستے لوگوں کے دستے پر پابندی لگائی گئی ہے۔“

”سفر! اگر تم نے اپنے سرخ کا نام نہ بتایا تو ہمار بھی ہسٹر ہو گا۔“

”سس... سرخ۔۔۔“

”اے۔۔۔ ہاں۔“ موکاروہ کے بادشاہ کے نام پر وہاں کچھ جو رہا ہے۔

”مہ... میں کچھ نہیں جانتا! یقین کرو۔“

”تم دونوں کو کس سے حکامات ملتے ہیں۔“

”نہیں ہے۔“

”اوہ... وہ سنجوس جا پانی۔“

”وہ آج کل چیف منسٹر ہیں۔“

”میں کسی سمیت بڑی سازش کی ہوسکتی رہا ہوں۔“ فرناگ آہستہ سے بڑھایا۔

”میں کچھ نہیں جانتا نہ میں فرناگ۔“

”اب یقین آگیا کہ اس سے زیادہ نہ جانتے ہو گے۔“ فرناگ نے کہا در اس کی

کڑی میں ٹھوکر ماری۔ وہ کڑی سمیت بائیں سپوکے بل فرش پر گر کر رہ گیا۔

فرناگ کمر سے نکلا پہلا آیا تھا۔ مرکز دیکھنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی تھی کہ

قیدی پر کیا گندی۔

نشست کے کمرے میں دروازے اس کے منتظر تھے۔

”کیا غصہ ہے۔“ فرناگ اُن کی طرف دیکھے بغیر سڑیا۔

”کچھ دُور تعاقب کرنے کے بعد اشارے موصول ہونا چاہکے بند ہو گئے۔“ ایک

موج سے ہم نے سڑیا کھو ہی دیا تھا... لیکن...“

”لیکن... لیکن... کیا اگر کوئی ہے جلدی ہے نہ کو؟ فرناگ آنکھیں نکال کر بولا۔

”کچھ دیر بعد ڈرائیو پر اطلاع ملی کہ اسپاٹ فورٹین پر گاڑی دیکھی گئی ہے۔“

اطلاع دینے والا گاڑی کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن پھر اس کی طرف سے

کوئی اطلاع نہ ملنے پر ہم اسپاٹ فورٹین پر پہنچے... وہاں گاڑی بھی موجود تھی اور

جہاز سے ایک آدمی کی لاش بھی ہے۔“

”اُن دونوں کی بات کہ حرام خورد و نوش سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“

”گاڑی خالی تھی... اور وہ دونوں غائب۔“

”جہنم میں جاتا۔“ فرناگ پر سنج کر دھاڑ۔

دونوں سر ٹھکانے کھڑے رہے۔

”دفع ہو جاتا۔“ فرناگ کچھ دیر بعد ہاتھ ہلکا کر بولا: ”وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا

ہوا تھا۔ وہ دونوں احتراماً جھکے اور باہر نکل گئے۔“

یہ وہی عمارت تھی جہاں پہلی رات وہ دونوں قیدی لاسٹے گئے تھے۔ فرناگ

نے ایک آرام کرسی پر نیم روز ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔

کچھ دیر تک بے حس و حرکت پڑا رہا پھر چونک کر سیدھا ہو بیٹھا۔ بائیں جانب

ہاتھ بڑھا کر اسٹو کو مس کے پٹن پر انگلی رکھتے ہوئے بھڑائی ہوتی آواز میں بولا۔ ”ہلتی

ہاؤس کو بھیج دے!“

”ییس یاس۔“ اور دوسری طرف سے آواز آئی۔

وہ پھر آرام سے لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک دلکش لڑکی گیارے کمرے میں

داخل ہوئی۔

”ہلتی۔“ اور بھڑائی ہوتی آواز میں بولا۔

”ییس یاس۔“

کوئی خوبصورت سالکیت۔“

لڑکی نے گیارہ کی سٹوپر پر ایک نغمہ چھیڑ دیا... وہ بہت اچھا لگاتی تھی...“

چھوٹے سے قہقہے کی ایک بھول بھالی سی لڑکی تھی... آنکھیں بہت خوبصورت تھیں

غالباً اُن کی دلکشی کا سبب وہ غم آلود سی نہایت تھی جو ہلکی اُٹھاتے وقت کچھ

اور واضح ہو جاتی تھی... فرناگ جڑ سے بہت غمزہ سے دیکھ رہا تھا چنانچہ سمیت

نور سے دھاڑ، ”بندر کو۔“

لڑکی سہم کر خاموش ہو گئی فرناگ ہاتھ اٹھا کر چپٹا ہے یہ تو کتنے کھاتے ناگ

کیوں بیکروٹنے لگتی ہے۔“

”مم... مجھے تو پتہ نہیں چتا باس۔“ وہ خنجر دھریں لے کر بولی۔

”پہلے چہرے شروع کرتا ہیں جیسے گا۔“

”سچی سچی سی شکر ہنسنے کے ساتھ اُس نے پھر گیت شروع کیا۔“

”یہ... یہ... پھر وہی...“ فرارگ حنا کر کھڑا ہو گیا۔

”عادت ہے باس۔“

”عادت کی کچی۔ میں تیری ناک ہی نکلوا دوں گا چہرے سے۔“ بھی اور اسی وقت!

اُس نے جھپٹ کر ناک کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتا ہوا باہر بے چل۔ گینا اُس کے

ہاتھ سے گر گیا تھا۔ اور وہ کسی باز کے پنجے میں پھنسی ہوئی مٹی سی چڑیا کی طرح باپ

رہی تھی۔

”مم... معاف کر دو باس... میں کوشش کروں گی... کہ یہ عادت چھوٹ

جائے۔“ فرارگ رگ گیا۔ ورنہ گھورتا ہوا بڑے دل چاہتا ہے کہ وہ وہی تیری ناک

کاٹ دے۔

”مم باس۔ میں کوشش کروں گی۔“ اور وہ پڑی۔

”اچھی بات ہے۔ معاف کئے دیتا ہوں مگر ایک شرط ہے۔“

”میں تو تمہاری نذر خریدوں جو حکم دو گے کروں گی۔“

”اچھا ہیں۔“ فرارگ آگے بڑھا ہوا ہوا۔

وہ اُسے اُس کمرے میں لایا جہاں ایک قیدی کی لاش تھی اور وہ سر اکر کسی

محبت فرشی پر پڑا ہوا تھا۔

فرارگ نے آگے بڑھ کر گری ہوئی کرسی سیدھی کر دی۔ قیدی بڑی طرح باپ

رہا تھا۔ فرارگ نے اُس کا کال تھپتھپا کر تھپتھپا دیا۔

”تمہارا یہ حشر نہیں ہوگا۔“ اُس نے ماتش کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ”ادھر

دیکھو! میری طرف! ٹھیک! اب اس لڑکی کی طرف دیکھو۔“

قیدی مجبوراً اس کی طرح اُس کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

”کیا خیال ہے لڑکی کے بارے میں۔“ یہ تمہیں کیسی لگتی ہے۔“

”مم... مجھے۔“ قیدی بالآخر خشک ہونٹوں پر مذہبان پھر کر بکھلایا۔

”ہاں۔“ باں تمہیں۔“

”اچھا ہے۔ بہت اچھی ہے۔“ وہ ہنسنے لگا۔

”اگر تمہیں مل جائے تو کیسی رہے۔“ فرارگ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرایا۔

”لل... لیکن... میں تو مرد ہوں آئینہ بل فرارگ۔“

”یہ تمہیں زندہ کر دے گی...“ یہ دیکھو۔“ فرارگ نے لڑکی کو اٹھا کر قیدی کی گود

میں بٹھاتے ہوئے کہا۔

پھر مقامی زبان سے لڑکی سے بھی کچھ کہتا تھا لڑکی نے قیدی کے گلے میں باہیں نکال

دیں... بڑی مضحکہ خیز پیمائش تھی۔ وہ کرسی پر رسیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ اور

لڑکی اُس سے اٹھا کر پیش کر دی تھی۔

وہ بے بسی سے ہنس پڑا۔

”کیوں... کیا بات ہے۔“ فرارگ نے چپک کر پوچھا۔

”گنگ... گنگ... ہی ہی سی...“ آئینہ بل ہی ہی ہی۔“

وہ سنس رہا تھا اور تھوڑے ہی فاصلے پر اُس کے ساتھ ہی کی گردن ٹوٹ لاش

موجود تھی۔

”ہی ہی ہی... یہ سیں... دیکھو! یہ صحت کرو۔“ ہی ہی ہی ہی۔“

فرارگ بھی اُس کی جہی میں شریک ہو گیا تھا: پھر اُس نے کہا۔ ”تم دونوں باضابطہ

طریقہ پر آمادہ سے دولہہ ہونے کے ہو گے۔“

”جیس پر آخر... ہی ہی ہی... وہ ایک پوشیدہ راستہ ہے! ہی ہی ہی...
 اچھی لڑکی! بس کرو... ہی ہی ہی ہی!“
 ”سا کاوا در اُس کے حاس آدمیوں کے علاوہ اور کوئی اُس سے واقف نہ
 ہوگا۔ کیوں نہ؟ لڑاگ نے پوچھا
 ”یہ بات ہے... پر آخر... ہی ہی ہی... لڑکی... ہی ہی ہی...
 بس مجھ پر رحم کرو... اسے... اسے! حد کی پتا... عد جو گئی... لڑکی
 لڑکی... ہی ہی ہی ہی...!“
 ”تم مجھے وہ راستہ بتا دو گے۔“
 ”بتا دوں گا۔ پر آخر... اُف فرہ... لڑکی۔“



ام مینی کو ہوش آیا تو بڑی دیر تک بے اندہ ہی شکر مکی کہ وہ کہاں ہے۔ چاروں
 طرف نہ دروشتی پھیلی ہوئی تھی۔ شائد چمکدار زندہ سمندر تھا جس میں تیرتی چل جا
 رہی تھی۔
 پھر بہتہ بہتہ ذہن صاف ہوتا گیا۔ وہ کسی لاپنج کے چھوٹے سے کہیں میں
 لیٹی ہوئی تھی۔

بر کھلا کر اٹھ بیٹھی۔ آخر وہ اس لاپنج میں کیسے پہنچی۔... وہ تو
 عمران کے ساتھ ساحلی شیب میں آخر ہی تھی... پھر کتنے یاد آیا کہ وہ تھک کر
 ایک جگہ بیٹھی بھی تو تھے۔... اور اُس کی نہ تھکن کی طرح چل رہی تھی۔ آخر
 تنگ اگر عمران نے اُس کی دونوں کنپٹیاں دہاتی تھیں اور وہ شائد ہی ہوش ہو گئی تھی

یقیناً ہیوش ہو گئی تھی۔ اور اس کے بعد کی باتیں بھی تریا د آتیں... لیکن
 آخر عمران نے اُس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا تھا؟ دشمن ہی سہی لیکن لڑاگ
 کی طرح ظالم تو نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن وہ خود بھی تو اُس کا دماغ چاٹنے جا رہی تھی
 جو کچھ بھی وہ اُس وقت کر رہا تھا اس کے علاوہ چارہ بھی کیا تھا۔ لڑاگ کے
 ہاتھوں مرنا کون پسند کرتا۔؟

وہ چونک کر اٹھ بیٹھی۔ کسی نے کہیں کے دروازے کا ہینڈل گھمایا تھا اور
 پھر دروازہ کھلتے ہی اُس کے دیوتا کوچ کر گئے۔ سامنے خوفناک شکل والا گنگ چانگ
 کھڑا تھا۔ وہی گنگ چانگ جو ایک بار اُس کی موجودگی میں ڈیلہ لی لڑاگ کو
 باندھ لے گیا تھا۔

”یہ کس قسم کا کھیل ہو رہا تھا لڑکی۔؟“ اُس نے قہراً دہلے میں سوال کیا۔
 ”حضور... جناب عاں... میں بالکل بے تصور ہوں! لڑاگ پائل ہو گیا ہے۔
 کیا پھر کوئی حمانت کر بیٹھا۔؟“

”جی حضور!... وہ تو حمانتوں کا پتلا ہے۔ پتا نہیں کہاں سے پر نسرنا ہوا
 کا معتمد خصوصی ہاتھ لگ گیا تھا۔ مجھ سے کہا کہ میں تمہیں اُس کے ساتھ قسم کر کے
 دونوں کو گھر سے نکال دوں گا تم اُس کے ساتھ نہ کٹا جاتا... اور وہاں میری منتظر رہ۔“
 ”واقعی! اُس کی نیت خراب ہو گئی ہے۔ گنگ چانگ بولا۔ مجھ سے جیتیری
 باتیں چُپ نے لگا ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اُس نے موکارو کے دو آدمی پکڑ لیے ہیں۔
 ”وہی واقعہ تو فساد کی جڑ بنائے ہوئے۔ اور وہ دونوں لڑاگ کو ہیوش کر کے کہیں
 لے جانا چاہتے تھے۔ لڑاگ کو اسپین جہیں آتی۔ لیکن بالہ بوا کا ملازم اسپین ہی ہے
 اُس نے اسے بروقت آگاہ کر دیا۔ اور وہ دونوں پکڑے گئے۔ لڑاگ موکارو جانا
 چاہتا ہے۔ اپنی دانست میں وہ پرنس ہرینڈا کے ساتھ ہی موکارو کے معاملہ پر

قدم رکھ سکے گا۔ ہزارہ اب ہر بڑا کو بکاتا ہے اور کرنا پتا ہے۔ اس لئے مجھے پہلے
 ہی سے بھوادیٹا چاٹتا تھا۔ میں شامی محل میں قیام کرتی۔ اور پھر ان کے ذریعے
 سرینڈ پر تالیاں پالنے کی کوشش کرتی۔ اب فراگ کا پاگل پن بھی سن بیٹھا۔ جب
 ایک ہفتے ہو گئی تھی تو میں گھر سے نکالا جا چکا تھا تو پھر واپس بلانے کی کیا
 ضرورت تھی؟

”کیا مطلب؟“

”مہینی نے فراگ کی پوری کہانی سنائی۔ کنگ چانگ کی آنکھیں کسی گہری
 سوچ میں ڈوب جاتی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے کہا: تو یہ ٹالہا کمالاڑ ہے
 جو تمہیں اٹھاتے ہوئے تھا۔“

”مجھے تو ہوش ہی نہیں تھا جناب عالی؟“

”ہاں وہ تمہیں اٹھاتے ہوئے ساحل کی طرف بڑھ رہا تھا کہ... میری کشتی
 اُدھر سے گزری۔ میں کشتی پر دوڑیں گے کھڑا تھا۔! میں نے تمہیں پہچان لیا۔
 ایک بار پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ وہ آدمی بھی کشتی ہی پر موجود ہے لیکن اُس نے
 اپنے مارے میں کچھ بتانے سے انکار کر دیا ہے۔ ویسے نہیں پتی بیوی پتا ہے۔
 کہہ رہا تھا کہ مرگی کی مرینہ ہے، دور و پڑ گئی تھا۔“

”مرڈو دیکھیں گا۔“

”لیکن میری خواہش ہے کہ تم یہ گناہ جاری رکھو اب تم یہ کام فراگ کے
 لئے نہیں بلکہ براہ راست میرے لئے کر رہی ہو۔“

”آپ کی خدمت کرنا، اپنی خوش خیمی سمجھوں گی جناب۔“

”میں تم دونوں کو بکاتا کے معاملے پر اتار دوں گا۔“

”پھر مجھے کیا کرنا ہو گا؟“

”فراگ کی جیسے میری منتظر بیٹا شامی میں۔“

”بہت بہتر جناب عالی، اب میں خود کو بالکل محفوظ سمجھ رہی ہوں۔“

”شاہش، مجھے ویسے ہی یقین اور اعتماد کی ضرورت ہے۔ اور فراگ کی تو
 اب میں کھال کھینچ لوں گا۔“

”ام بیٹی کچھ نہ بولی۔ کنگ چانگ نے کہا: تھوڑی دیر بعد میں اُسے قہار سے
 پاس ہی بھجوا دوں گا: کھیں جاری رکھو۔“

”بہت بہتر جناب عالی۔“

وہ چلا گیا اور، مہینی اپنے دل کی... مڑھتی ہوئی دھڑکنوں پر قابو پانے
 کی کوشش کرنے لگی۔

پندرہ بیس منٹ بعد عمران کی شکل دکھائی دی۔ چہرہ سونقوں کا سا ہوا
 تھا۔ ”تے ہی بولا۔“ دیکھو میں نے انھیں بتایا ہے کہ تم میری بیوی ہو اور
 مرگی کی مرینہ ہو میرے بیان کی تردید نہ ہونے پڑے۔ وہ ازراہ ہمدردی ہمیں
 بکاتا میں اتار دیں گے۔“

”مہینی منس پڑی اور اُس کے چہرے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی: شکل دیکھو
 شوہر کی۔“

”گگ... کیوں... شکل کر کیا ہوا ہے۔“

”ایسا لگتا ہے جیسے کسی گدھے کو باندھ کر ڈنڈوں سے چٹایا گیا ہو۔“

”یہ تمیزی کرو گی تو جا کر کہہ دوں گا۔“

”کیا کہہ دوں گے؟“

”یہی کہہ رہی نہیں ہے مجھے جہاں پھنسا کر نکال ماتی تھی۔“

وہ جنس پڑی اور پھر ایک بیک منیدہ سو کر عزائی سے تم نے میری کپٹیاں

وہاں مجھے بیروٹس کیوں کر دیا تھا، اگر مر جاتی تو۔۔۔
 "مر جاتی تو مجھے دکھا دے کے لے کر دنا بھی پڑتا، اور مجھے ٹھیک سے دنا نہیں
 آتا۔ بڑی دشواری میں پڑ جاتا۔"
 "مجھے تو تم بھی ذرا آگ کی طرح پاگل معلوم ہوتے ہو۔"
 "وہ پاگل نہیں بڑے عقلمند ہے کہ خود پہنچا پتھر اگر تمہیں میرے سر منڈھ دیا۔
 اب خدا کے تم کشتی کے مالک کو پسند آجا تو اور وہ تمہیں مجھ سے چھین لے بہ نسبت
 ضرور ہے لیکن دل کا بڑا نہیں۔"

"کون ہے۔۔۔؟"

"میں نہیں جانتا، نام پڑھنا تھا، کہنے لگا تمہیں اس سے کیا سروکار، بہر حال
 تم دونوں کو بھلائی نہ لگا، پوچھا دیا جائے گا۔"
 "کہیں اس سے بھی نہ اچھڑے۔"

عمران نے اپنے دونوں کان پکڑے اور پھر گالوں پر تھپڑ لگانے لگا۔

"تمہارے ہی معلوم انداز تو مجھے بے چین کر دیتے ہیں۔" وہ ہنس کر بولی۔

"وہ سب ٹھیک ہے، لیکن میں پر سنسز کو تمہارے بارے میں کیا بتاؤں گا۔؟"

"اُس سے بھی کہہ دینا بیوی سے، تاہم بیتی میں شادی کر لی تھی۔"

"نہیں۔۔۔ نہیں! میں پر سنسز سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔"

"میں سمجھتی ہوں! ہر بڑا کی عدم موجودگی میں اُس نے تم جیسے درجنوں پائے
 ہوں گے۔"

"سن! اے بیوقوف لڑکی میں تیری گون مرڈوں کا۔ اگر تونے پر سنسز کے
 تقدس پر حملہ کیا۔!"

"بس بگڑ گئے۔ میں تو صرف اندازہ لگانا چاہتی تھی کہ میں تمہاری کیسا

حیثیت ہے۔۔۔؟"

"مالا پورا کا ایک ادنیٰ زر خرید غلام ہوں۔"

"خیر۔۔۔ خیر۔۔۔ تم کچھ بھی ہو، میں تو تمہاری محبت میں پاگل ہوتی جا رہی ہوں۔"

"تمہیں بھی دیکھو توں گا۔؟" عمران نے غصے سے بھیجی۔

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"مجھے سنا، محبت، گال معلوم ہونے لگا ہے۔"

"کبھی بیوقوفی کی باتیں کر رہے ہو، چلو دھڑا آؤ تیرے پاس بیٹھو۔"

"پہنچنا شادی تو نہیں ہوئی۔"

"چھا، دفعہ بہ دفعہ کہہ کیس کے۔" وہ چڑھ گئی۔

دوسرے دن سپر کول لائی بنکاکے ایسے محل سے جا لگی تھی جہاں دور
 دور تک کوئی کشتی نہیں دکھائی دیتی تھی۔ وہ دونوں لائی سے اُتار دیے گئے۔

لائی پھر وہاں سے کہیں اور روانہ ہو گئی تھی۔ ام بیتی نے مایوسی سے چاروں طرف
 نظر دوڑائی اور مفصل سی آواز میں بولی۔ "پھر وہی مصیبت! شائد پیدل ہی چلنا
 پڑے گا۔"

"ہرگز نہیں۔ لائی سے دائرہ میں کے ذریعے بنانا امداد بھرا دی گئی تھی۔"

"بس اچھے لوگ تھے جیسا ہے۔"

"تو پھر آپ کیا کر گئے؟"

"تھوڑی دیر بعد ایک گاڑی آئی گی اور میں شہر پہنچا دے گی۔"

پھر شائد چند منٹ گزرے ہوں گے کہ ایک چمپنی بولی بیسی کار ہمارے
 آگے جسے ایک بار دوسری فوجی ڈرائیور کر رہا تھا۔ وہ برابر وائی سیٹ پر ہمیں موجود
 تھا۔ اس نے ام بیتی کو آنکھیں پکڑ کر دیکھا، اور عمران کی طرف دیکھ کر

مسکرتے لگا۔

”آپ کی تعریف حضور والا ہے، اُس نے عمران کو اردو میں مخاطب کیا۔“

”انعام الرحمن ہے۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”نام نہیں ہے، مطلب تعارف کرانے والے کی طرف سے انعام۔“ عمران نے ام بیتی کے لئے گاڑی کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

”تو تم کس زبان میں گفتگو کر رہے تھے۔“ ام بیتی نے اُس سے پوچھا۔

”اسپین میں۔“

”یہ ڈرامی والا کون ہے۔“

”پرنس کا باڈی گارڈ! کچھ دیر زبان کو رام بھی کرتے دو۔“

گاڑی والہ سی کے لئے مڑی۔

”کیا میں بھی ان خاتون سے فرالسیسی میں گفتگو کر سکتا ہوں یور۔ میجسٹی؟“ جیمین

نے عمران سے پوچھا۔

”نہیں... جیسی... جیسے زکام ہو جاتا ہے۔ بہت ٹھنڈے مزاج کی ہے۔“



ظفر اور جیمین متحیر تھے: حیرت کی بات بھی تھی! عورت کے نام سے بدکھ والا جرزف ام بیتی سے اس طرح گفتگو کرتا تھا۔ جیسے قربان ہوا جا رہا ہو... ایسے موقع پر وہ ان دوروں کو شہزادوں کی سی شان سے ڈانٹ ڈپٹ کر

کرے سے باہر نکال دیا کرتا تھا۔

”مالا بولتے بھی بالآخر اس کا ترنس یا وہ ان دوروں کو دلب کر کے سید غنی سے لہجے میں بولی۔“ یہ تمنا: باس کون سی لہجہ لایا ہے آخر اس کا مقصد کیا ہے۔“

”باس کہہ رہا تھا کہ وہ اُس کی منگیتر ہے۔“ ظفر نے بڑے ادب سے جواب دیا۔

”لیکن وہ ترنس پر دھماوا بول بیٹھی ہے۔“

”سم ایسا نہیں سمجھتے پر وہ تو ترنس باس ہی کے حکم کے مطابق وہ صرف پرنس کا دل بہلاتی ہے۔ باس کا خیال ہے کہ اس طرح پرنس کے مزاج میں نرمی پیدا کر کے، ہمیں شاہ سے معافی مانگنے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔“

”لیکن میرا خیال ہے کہ اس کرشمہ میں مشائخ میں ہی ڈوب جاتوں۔“ مالا بولتے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”مایدوسی کی باتیں نہ کیجئے یور، آئی نس۔“

”مخرباب تھا۔ باس کہاں غائب ہو گیا۔“

”انھیں خدشہ ہے کہ کہیں کنگ چائنگ پھر کوئی سرارت نہ کرے۔ اس سے وہ محل سے دور ہی رہ کر نگرانی کر رہے ہیں۔“

”کیا کویتسا بھی اُس کے ساتھ گئی ہے؟ کل سے نہیں دکھائی دی۔“

”اُس کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں۔“

”خدا ہی جانتے کیا ہو رہا ہے۔“

”آپ بے فکر رہتیے، بہتر رہی ہو گی۔“

”ہر ہنڈا تو ایسا نہیں تھا۔“

”واقعی وہ ایسے نہیں ہیں! حقیقت تو یہ ہے کہ ہمیں بھی اصل معاملے کا

علم نہیں ہے۔۔۔ وہ ہم آپ کو مطمئن کر دیتے۔

اچھا جاتے۔ میں اب آرام کرنا چاہتی ہوں۔ وہ تھکی تھکی سی واد میں بولی۔

دوسری طرف ام بیٹی اب زیادہ راستہ کنگ چانگ کے احکامات و مول کر رہی تھی، انہیں اسکات کے مطابق اپنی دست میں جوڑف اور عمران پر اپنی گرفت مضبوط کرتی جا رہی تھی۔

یہاں اسے ایک فرنیسیس مڑکی لوتیا بھی دکھائی دی تھی جو عمران سے چھیڑ چھاڑ کرتی رہتی تھی۔ نہ جانے کیوں ام بیٹی کو اس پر بہت غصہ آتا تھا۔ اس وقت بھی جب وہ جوزف کے کمرے میں جا رہی تھی لوتیا سے ملے بھڑ بھڑ گئی۔ وہ تو نکلی چلی گئی ہوتی لیکن لوتیا ہی نے اس سے اس کا راستہ روکا تھا۔

یہ بیوقوف آدمی نہیں کہاں سے پکڑ لیا ہے۔؟ اس نے مضحکہ انداز میں ام بیٹی سے پوچھا۔

ہوش کی دوا کرو، وہ میرا شوہر ہے۔

لیکن میں نے محسوس کیا کہ وہ تم سے جاکا بجا کا پھرنا ہے۔

شائد بنگالہ کا یہی رواج ہے! ام بیٹی نے تلخ لہجے میں کہا۔ یہی چیزیں پرنس اور پرنسز کے درمیان بھی محسوس کرتی ہوں۔

کچھ بھی ہو، قبیلہ مصر میری سمجھ میں نہیں آسکا، لوتیا نے بنا سامنے بنا کر کہا۔

بٹو سا منہ سے مجھے جانے دو۔! ام بیٹی کو غصہ آ گیا۔

لوتیا نے شانے سکڑے اور راستے سے مٹ گئی، ٹھیک اسی وقت عمران ایک کمرے سے برآمد ہوا، اور لوتیا یہیک کر بولی۔ تم چھٹے غرض مزاج ہوا تھی

ہی کچھ دیر ہی جیوری تم نے تلاش کی ہے۔؟

ج کل کمنڈر اسٹڈی کا فیشن میں رہا ہے۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

ام بیٹی ان کی گفتگو سننے کے یہ نہیں سہی تھی۔

سوال یہ ہے کہ اس لڑی کا مصنف کیا ہے؟ لوتیا عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔

مجھے پڑ گئی ہے تو کیا کروں۔؟ کھٹکے ڈھیر پر تو پھینکی نہیں جاسکتی ہے۔ آدمی کا بچہ ہے۔۔۔۔۔ تم فکر نہ کرو مصنف نکال لیتا میرا کام ہے۔!

نانا برا اس کی وجہ سے بہت پریشان ہے۔۔۔۔۔ درد کھٹایا وانا خشک مزاج تھا یا انھاروں صدی کے عشاق کی طسرح عقل سے خارج ہو جا رہا ہے۔!

وہ بھی آدمی کا بچہ ہے۔!

تم کیا بل بوتے؟ وہ جھنجھلا گئی۔

چنے، بے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔!

گر مڑکی اپنے لئے پسند کی تھی تو اس کو لڑنے کے حوالے کیوں کر دی۔؟

ماہوزنیں لڑتیا۔۔۔۔۔ میں نے اتنا دیر سفر عشق کرنے کے یہ نہیں کیا ہے۔۔۔ میرے ملک میں قدم قدم پر اس کے مواقع موجود ہیں۔

لوتیا کچھ کہنے ہی دن تھی کہ جوزف دبا دبا ہوا اپنے کمرے سے نکلا اور عمران کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا، اس کے پیچھے مہینی تھی۔

یہ۔۔۔۔۔ جوزف عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر بھٹکیا۔ مجھے آخر پائل ہو جانے پر کیوں بھڑکی جا رہا ہے۔؟

کی جوا، یورپ اس۔ عمران نے آگے بڑھ کر کہا۔

”کیا یہ لڑکی اس لئے لائی گئی ہے کہ مجھے ہرکالے :-

”یہ آپ کا فرما رہے ہیں :-

”یہ بھی یہی کہہ رہی ہے کہ اپنے باپ سے معافی مانگ لوں :-

”ہر شریف آدمی یہی کہے گا :-

”یہ ناممکن ہے :- جو زلف ہارے :- اس سے بہتر تو یہ سوچا گیا کہ میں سہمہ میں

چھلانگ لگا دوں :-

”نہیں یو رہا لی نس! میں کہیں نہ پڑوں گا کہ بھلا کمال سحر سود بن جائے :-

”میں نے سگاہ کر دیا ہے :- جو زلف اتھاڑا کر دھاڑ :-

پھر تو چت عاصی بن گیا ہر پاس گیا تھا :- محل کے سرور کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ

سہنڈا اپنے باپ سے معافی نہیں مانگے گا :-

دو گھنٹے بعد ٹالا ہوائے انتہائی سرد سیگل کے عام میں عمران کو بتایا کہ یہ جہت و

بیکال تک جا پہنچی ہے :-

”میں اپنے طور پر نس کو بھانے کی کوشش کر رہی تھی :- وہ روہانسی ہو کر بولی :-

کبھی کو بھی علم نہیں تھا کہ ہرینڈ بادشاہ سے معافی نہ مانگنے پر اصرار کر

رہا ہے :-

”تنت ... تو ... پھر یہ کیا ہوگا :- عمران فوج زدہ لہجے میں ہرکالے :-

”شاہی خاندان میں نہ فرما لی کہ منرا ذیت ناک موت سے اتم دیکھ لیتا : کچھ

ویر بعد شاہی خدمت نامہ پہنچ جاتا :-

”یہ کیا ہوتا ہے :-

”دقت کا تعین کر دیا جائے گا : اگر اس مدت میں ہرینڈ نے معافی نہ مانگی تو

پھر ... خدا جانے کیا ہو :- ہر سہماؤ سرینڈا کو :-

”میر نیال ہے کہ آپ پرنس کو یہی جانتے دیتے :-

”اپنی زبان کو رنگام دوں : ٹالا ہوا تیر بھیجے میں بولی :-

”یو رہا لی نس :- بکری انڈے دسے سلی ہے میں وہ اپنی مات سے نہیں بٹ سکتے :-

”ت میں وہی بھی لگی اور نہ ہی مت ورت میں شریک کر یا گیا : نس !

پر شوش ہے میں :- تو بہت راسخ ہو رہا لی نس : اب کیا ہوگا : ٹالا ہوائے

ریٹیکہ سے لیکن : دستانہ پتہ حاندن کے سلسلے میں : لی قوانین : اندر نکلتا ہے : اس میں

منرا سے موت بھی شامل ہے : منرا کی حکومت اس میں دخل اندازی نہیں کر سکتی گی :-

”تو چھپن ر ... آتے ہیں سے نکالے باو ... : ٹالا ہوا کر گڑنی :-

تم ہی ٹوٹ رہے تھے ... ہند نس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی لو :-

”اں ... آں :- عمران پر تفریح بھیجے میں بولا :- اس کے بارے میں سوچ

جاسکتا ہے :-

”جو کچھ بھی سوچنا ہے :- جلدی سوچو :-

”مہلت نامہ دروازہ رنگ جانے دیجئے ... اسی کی منت سست سے کام کی

جاتے گا :- عمران بولا :-

”اچھا ... چھا ... میری تو عقل ہی خطا ہو کر رہ گئی ہے :-

”میرن : دور ویت باہر نکلے : وہ سے عجیب سی نظر دے سے گھوڑے جا رہی

تھی :- رفتہ ہوں :- اوپر سے اتر اور اندر سے بالکل گھبرائی ہو :-

”کیوں ؟ کیوں ؟ میں نے کیا کیا ہے :-

”اتنا خرابی کہ زبان سے کہو ایا کہ ہرینڈا کیوں سے نکال دے جاؤ :-

”نس کے تعاون کے بغیر نکال دے جانا آسان نہ ہوتا :-

”لیکن وہ اس پر ہرگز تیار نہ ہوگی کہ تم سے موکا روئے جاؤ :-

”اُسے ظاہر کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔“

”یہ سنا چند لمحے کچھ سہتی رہی پھر بوں۔“ مناسب یہ ہوگا کہ اُس سے پوچھ ہی لیا جاتے۔ شاید وہ خود ہی کوئی حکم بتائے! اس طرح ہم اُس جگہ کے بنائے سائے اطمینان سے پرس کو مرکا روئے جاسکیں گے۔

”تمہاری تصویر اچھی معلوم ہوتی ہے۔“ عمران بولا۔

”شکریہ۔“ وہ مسکراتی ہے شاید یہی بارہم کسی امر پر مجھ سے متفق ہوتے ہو۔

”اتفاق ہے۔“ عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

”اُس لڑکی میں کیا رکھا ہے۔“

”ہاں۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے کہاں سے کہاں پہنچ گئیں۔“

”میں آدمی بھی تو ہوں۔۔۔۔۔ احساسات و جذبات سے یکسر عساری

تو نہیں۔“

”میں صرف فرائض کی ادائیگی کی مشین ہوں! احساسات و جذبات ہی نے

ڈیٹا کو تباہی کے کنارے لاکھڑا کیا ہے۔“

”کیا بات ہوتی ہے۔“

”کچھ بھی نہیں۔ جادو اپنا کام دیکھو! اسٹیج کے کپتان سے کہو کہ ہر دستہ

روانگی کے لیے تیار ہے۔“

”اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ وہ بڑا سا فتنا بنا کر بولی اور آگے بڑھ گئی۔“



چاندنی رات تھی! درمندانہ محسوس کے مطابق پرسکون تھا۔! فراگ کی لالچ موکا رو سے قریب زبہتی بارہن تھی لیکن اُس کا رخ بندہ گارو کی طرف نہیں تھا۔

”کیا تھی! ایک پڑا کاف مشہور تھا! اس وقت فراگ کے کہیں میں جشن برپا تھا۔ لیکن بارہن گارو ہی نہیں اور فراگ کا یہ ملکی قیدی گیت کی سے پہنچ کر رہا تھا۔ فراگ کی آنکھوں میں شرارت میزچک رہانی رہی تھی۔“

”بس کرو! بیٹھ جاؤ! وہ اقتدار کو قیدی سے مولا ہے! تنگ جاؤ گے سرت کام کرنا ہے۔“

”جو حکم ہو! آؤ۔۔۔ قیدی نے کہا اور فراگ کے سامنے بیٹھ گیا۔“

”تم میں خاموشی ہو جاؤ۔“

”اور کے! اس نے کہا اور گیارہ ایک طرف رکھ دیا۔“

”تم جاسکتی ہو! اب ہم باتیں کریں گے۔“ فراگ بولا۔

”لی! منتہی! تم ہو! اور گیارہ وہیں چھوڑ کر کہیں سے باہر نکل گئی۔“

”فراگ قیدی ٹوٹنے والی نظروں سے دیکھے بارہا تھا۔“

”اگر تم نے غم سے کرتی چال پلے کی کو شمش کی تربیت تو گے۔“ وہ اُس کے

آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! آؤ۔۔۔ میں آپ کا حسان مندوس! آپ سے

بچے دیں! یہی بڑا کی بخش دہی سے بیسی میں چاہتا تھا۔“

”یقیناً ہی! ب تمہاری سے! لیکن کام لے! اعتنا! تک وہ لالچ ہی پر ہے گی۔“

ہمارے ساتھ نہیں جائے گی۔!

”لگ۔۔۔ کیوں۔۔۔“

”میں احمق نہیں ہوں۔ شاہ تمہاری نیت میں فتنہ آجائے۔ اپنے کام پھر انعام۔!“

”اگر آپ کو مجبوراً اعتماد نہیں ہے تو یہی سی۔“ قیدی نے کہا۔ ”لیکن ایک بار پھر آپ کو آگاہ کر دوں کہ دوسو بیس کے اس صار کو پار کرنا ممکن نہ ہوگا۔“

”وہ اصل اس وقت میں اسی کے ارے میں تفصیل سے معصوم کرنا چاہتا ہوں۔“

”لیکن میں کیا عرض کروں۔ یوں نہ۔۔۔ میں اس راتے موکارو سے باہر ضرور نکلنا تھا لیکن مجھے اس کا ہوش نہیں کہ دھوئیں کی دھاریں میں نے کیے پار کی تھیں۔“

”کی بات ہوتی۔۔۔“

”گھر پر سپوش ہو۔ اور آنکھیں اس چٹاے پر کھیں جس سے ایک لالچ لگی کھڑی تھی۔!“

”پہلی بار ایسا ہو جے۔“

”نہیں! بار بار میں دوسرے کاموں کے سلسلے میں یہی طرح موکارو سے لاسر جاپکا ہوں۔“

”اب اس وقت کیا صورت ہوگی۔ کیا وہاں کوئی تمہارا مثلہ ہوگا؟“

”نہیں! ہم اس چٹان پر آخر صبح تک انتظار کریں گے! کوئی آئے گا۔ ہم وہیں ناشتہ کریں گے اور پھر۔۔۔ دھڑکی کی دہرائے کس طرفت پار کریں گے۔ یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمیں تو ہوش ہوگا نہیں۔“

”تو میں کا مطلب یہ ہو کرنا شے میں خراب آور دوادسی جائے گی۔!“

”آئیں فرماگ! یہ میں اس وقت کی بات کر رہا ہوں جب ہمیشہ وقت کے مطابق ہم اس چٹان پر پہنچتے۔ اب کی سرگاہ! یہ میں نہیں جانتا۔ مجھے وہاں پہنچنے میں دو دن کی دیر ہوگئی ہے۔“

”کیا پتہ کہیں یہاں ہیں سو؟“

”میں جناب! ہم اس کام کے یہ تھے۔ پہلے سے میں نے کئے ہوئے وقت پر داپس ہو چکے تھے۔ سی سے یہ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ اب مجھ پر کیا گذرے گی۔“

”تم نے یہ سب کچھ پہلے ہی کیوں نہیں بتا دیا تھا۔“

”مگر بتانا تو آپ ہی سمجھتے کہ مکاری کر رہا ہوں! آپ کو اصل حالت سے آگاہ نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ اور آئیں ہل دراک! میری گردن بھی ٹوٹ جاتی۔“

”خیر۔۔۔ جیہ۔۔۔ میں دیکھوں گا! اب یہاں سے کتنا فاصلہ ہوگا۔“

”دیا ڈیل نیل۔“

”ہیں! اب ہم ہی دونوں یہاں سے ایک چھوٹی کشتی پر وہاں چلیں گے۔!“

”یہ خود کشتی ہوگی جناب۔!“

”بھو اس مت کر دے۔“

”میں پھر کہتا ہوں کہ یہ خود کشتی ہوگی۔“

”میں صرف رائے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اتنا احمق نہیں ہوں کہ تمہارے ساتھ اس چٹان تک چلا ہواؤں گا۔“

”آپ نے مجھے ایک بہت بڑی اُلجھن سے بچایا۔ تریل فرنگ قیدی نے طویل سانس لی۔!“

”میں کسی معدے کو پٹہ طور پر سمجھے بغیر کرتی قدم میں اٹھ آ۔“

قریب پانچ روپے یا بیس منٹ بعد ایک چھوٹی موٹر بوٹ پانی میں آمدی گئی تھی۔ اُس پر فراگ اور قیدی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ قیدی کی بتائی ہوئی سگھتی کا رخ موڑ دیا گیا اور فراگ سی اسے کنٹرول کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اُدبھی اُدبھی چٹائیں دکھائی دینے لگیں۔۔۔۔۔ لیکن سنے قابل سے اُن کی ساخت کا اندازہ نہ کرنا دشوار تھا۔

”یہ چٹائیں ناقابل عبور ہیں۔۔۔۔۔ سوائے اُس شگاف کے جس کے نیچے سندر کا پانی ڈور تک اندر چلا گیا ہے۔“ قیدی کہہ رہا تھا۔ اور وہ شگاف بھی ایسی جگہ ہے جسے عام طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

فراگ کچھ نہ لولا، چٹانوں سے کچھ فاصلے پر اُس نے انجن بند کر دیا تھا۔ اور دو پتھر انکالے تھے۔ اور اب وہ خود ہی کشتی کھ رہا تھا۔

”آپ بہت ممتاز ہیں،“ مزید فریاد۔ ”قیدی نے کہا۔“

فراگ سن کر بولا۔ ”سی تے کنگ چانگ کا نائب اول کہہ تا ہوں۔“

مجھے یقین ہے کہ اسے دیکھ لینے کے بعد آپ میں شک کو کسی مناسب وقت پر اُٹھا رکھیں گے۔“

”تا کہ تم کچھ دن اور عیش کرو کیوں؟“

”مم۔۔۔ مطلب یہ کہ میں اب اُن لوگوں میں واپس جانا چاہتا ہوں۔“

فراگ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ چانگ کتنی کس چیز سے ٹکرائی۔

”خدا کی پناہ۔“ یہ کیا مرا۔۔۔ قیدی ہلکے کر بولا۔

کشتی کے گرد سندر کی سطح سے سیاہ رنگ کا ایک دھندلا سورہا تھا۔

فراگ پتھر اُچھڑا کر اُٹھ کھڑا ہوا لیکن وہ دائرہ اتنی دیر میں اُس کے قدم سے

بہت اُدبھا جا چکا تھا۔

ذرا ہی سی دیر میں ایسا لگے گا جیسے وہ کشتی سمیت کسی گہرے کنوئیں میں مقید ہو کر رہ گئے ہوں۔

”یہ کیا ہے؟“ فراگ حلق پھاڑ کر مانا۔

”کنگ چانگ کے عقلمند نائب اُس کے لئے محض فکر۔“ اقریب ہی سے بائیک سی آواز آئی۔

”یہ کون بولا تھا۔“ فراگ نے پٹ کر قیدی کا گریبان پکڑ لیا۔

”مم۔۔۔ میں نہیں جانتا۔“ دائرہ ہی میں نے بھی سنی ہے۔“

”تم کون ہو۔“ ہا۔۔۔۔۔ ”میں آؤ۔“ پھپھ کر اس طرح بے بس کتابزدی ہے۔

”یہاں بہادر سی کے مقابلے پر تمہیں نہیں تقیہ کرتے جارہے۔ اب تم ہمارے قیدی ہو۔“

فراگ نے دائرہ روشن کر لی تھی۔ رفتہ رفتہ اُس نے اندازہ لگایا کہ وہ آواز قیدی ہی کے پاس سے آرہی ہے۔ شاید اسی وقت قیدی کو بھی اس کا احساس ہوا تھا۔ وہ خوفزدہ انداز میں چونک پڑا۔

”تم کیا چاہتے ہو؟“ فراگ نے قیدی کا گریبان پھوڑتے ہوئے کہا۔

”تمہاری گرفتاری۔“ آواز آئی۔ ”اور فراگ نے دوسرے ہاتھ سے

قیدی کے کوٹ کے درمیانی بیٹن کی طرف اشارہ کیا۔ آواز اُسی بیٹن سے آئی تھی۔

قیدی ہلکے کر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فراگ نے اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

”میں کیا۔۔۔ کوئی بھی نہیں جانتا کہ کنگ چانگ کون ہے؟“ اور کہاں رہتا ہے۔ فراگ نے اُدبھی اُدبھی میں کہا۔ ”میری گرفتاری سے تم کوئی فائدہ

مداٹھا سکو گئے۔

یہ دیکھتا ہمارا کام ہے۔

ابھی بات ہے دیکھنا۔ ڈاک مغرباً اور ایک بار پیرتیدی کا گریماں تھا کیا

”میں... جناب بائیکل ٹیس جانتا تھا... یہ... یہ... قیدی نے بین کی طرف اشارہ کیا۔

”ہاں! مسٹر فرنگ: بین سے آواز آئی ہے اگر ن لوگوں کو اس کا علم ہو جائے تو پھر ہم ان کی حالتوں سے آگاہ کیسے ہو سکیں گے۔“

کشتی دس برس میں بہتہ آہستہ پھر لگا رہی تھی۔ اس دیرت کا قطر بیس پچیس فٹ غریب رہا ہو گا۔ اور بلندی ان کی پہونچ سے باہر تھی۔

”سوال تو یہ ہے کہ تم کنگ چانگ سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟“ فرنگ نے پوچھا۔

”یہی کہ اس نے تمہیں بعد میں یہ حکم کیوں دیا تھا کہ سرینڈا کو نکل جانے دیا جائے؟“

”فرمنی کا مالک ہے۔“

”جسم بتائیں گے اسے! اس معمولی سے بد معاش کی ہماری نظروں میں کیا وقعت ہو سکتی ہے؟“

”بیوقوفی کی باتیں نہ کرو۔ اگر وقت نہ ملے تو تم اس سے مدد کیوں طلب کرتے؟“

”اس قسم کے معمولی کاموں کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ اور شاید تم یہ بھی نہ جانتے ہو کہ سرینڈا کو کس نے تلاش کیا ہے؟“

فرنگ نے منہ نہ ڈالنے والے انداز میں کہا۔

”کیا تم جانتے ہو؟“

”یقیناً! کنگ چانگ کا نائب آؤں اگر اتنا بھی نہ جانے تو اس کے ابو کا نام نہ ہی کیا ہے؟“

”کون ہے اس کی پشت پر؟“

”تم مجھے اس طرح سے پس کر کے مجھ سے کچھ بھی نہ معلوم کر سکو گے۔ اگر تم یہ جانتے ہو کہ اس سبب کی پشت پر کون ہے تو تم میرے معزز بھائیوں جیسا شکریہ کریں گے۔ خوش آمدید۔“

”یہ کٹواں پٹا؟“

”میں اپنے طور پر تیار مستقبل میں گئے۔ ہیں مشورہ مند دہشت بین سے آواز آئی... قیدی نے کہاں سے ہو کر پڑا تھا اور اس کے جسم پر روشہ طاری تھا۔“



”ناہو آئے، غیس فر میں مدد دی تھی اس سے کہیں روئے جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا... وہ خندہ گاد پر پہونچے... اسٹیئر منسوی ڈاک پر نگر اندہ تھا۔“

”ناہو آئے اس کا بیسلسہ عمرن در لویتا پر چھوڑ دیا تھا کہ وہ پرس کو کہاں سے جاتیں گے۔“

”نظر، جسین، ام پیتی، اور جوزف اسٹیئر پر پہونچ گئے، لیکن عمران اور لویتا کا کہیں پتا نہ تھا۔“

ام بیتی کو اندرونی حالات کا عالم نہیں تھا۔ وہ تو یہی سمجھتی تھی کہ جوزف اُس کے دغلائے ہی پر بنگانا سے نکل چلے پر آ، وہ ہو گیا ہے، اور اُس کے حکم پر عمران بھی ساتھ دے رہا ہے۔
وہ ساتے کی طرح جوزف کے ساتھ لگی۔ ہی۔، اسٹیئر کے کہیں میں بھی موجود تھی۔
تم دونوں آرام کرنا پاسو تو جاسکتے ہو۔ اُس نے ظفر اور حمیس کو مخاطب کر کے کہا۔

”یا ڈی گارڈز آرام انہیں کیا کرتے۔“ ظفر بولا۔

”بگڑتے ہونے کی ضرورت نہیں، میں یہاں موجود رہوں گی۔“
”تمہاری موجودگی ہی تو لکڑی کا باعث ہے، جیسے مسکرا کر بولا۔
”ہمزبان نس پر بیہوشی کے دورے پڑنے لگتے ہیں، اگر کسی عورت کے ساتھ تنہا چھوڑ دیتے جانتیں۔“

ام بیتی نے جوزف کی طرف دیکھا اور اُس نے دانت نکال دیتے۔ پھر سر کو اٹھائی جببش دے کر گویا حمیس کے بیان کی تائید کی تھی۔

”تو پھر میں کہاں جاؤں۔“ ام بیتی جھنجھلا کر بولی۔ ”عمران کہاں ہے۔“
”چلو، میں نہیں تمہارا کہیں دکھ دوں۔“ حمیس نے کہا۔

”تمہارے ساتھ تو میرے نہیں جاؤں گی۔“

”ٹھیک ہے۔ تمہیں میرے ملاوہ در کسی پر بھی اعتماد نہیں کن چاہیئے؟“
دروارے کی طرف سے آواز آئی۔

وہ چٹک کر مڑے۔ عمران سامنے کھڑا... اس طرح ایک ایک کی شکل دیکھتے جا رہا تھا جیسے وہاں اُس کے خلاف کوئی سازش کی جا رہی ہو۔

”تم کہاں تھے۔“ ام بیتی نے ٹھیکے سے پوچھا۔
”چلو... چلو... پرنس کو آرام کی ضرورت ہے۔“ عمران اُس کے سوال کو نظر انداز کر کے بولا۔

اسٹیئر حرکت میں آگیا تھا۔ ام بیتی تڑپتی ہوئی عمران کے ساتھ ہوئی۔ وہ اُسے ایک کہیں میں لایا... در کہیں کا دروازہ بند کر کے اُس کی طرف مڑا...
”اس طرح کیا دیکھ رہے ہو۔“
”نہ اب بھی فرماگ ہی کے سے کام کر رہی ہو۔“ عمران اُسے کھڑتا ہوا بولا۔

”لگ... کیوں۔“

”میں یہی محسوس کر رہی ہوں، اسٹیئر پر قدم رکھتے ہی میری حیثیت تبدیل کی سی ہو گئی ہے۔“
”میں کچھ نہیں جانتی۔“

”بنگانا سے نکل چلنے کی ترغیب تم ہی دیتی رہی تھیں۔“
”محض اس لئے کہ اپنے بیان کے مطابق تم بنگانا ہی تک محدود رہے ہو۔“
”فرو دین دیکھو! آہ یہ تو بھروسہ ہی گئی... بوینسا کہاں ہے۔“
”پتا نہیں۔“

”کیا وہ ساتھ میں ہے۔“

”اُس سے اس کے متعلق کوئی گفتگو نہیں ہونا تھی۔“
ام بیتی نے طریں سانس لی اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھسکوں ترشح ہونے لگا تھا۔

”بہت دلچسپ مڑاکی تھی۔“ عمران مسکرا کر بولا۔

" بات کرنے تک کی تیز رفتاری نہیں ہے۔"

" ہاں یہ بات تو ہے... مگر کوئی عیب نہ کہتی تھی۔"

" وہ آخر ہے کہاں ہے؟"

" محل میں ہوگی۔"

" زیادہ تر تمہارے ساتھ رہتی تھی۔"

" اگر تم میرے ساتھ اس طرح رہو تو مار کر بھگا تو نہیں دینگا، سیکھ

سوال یہ ہے کہ اب ہم کہاں جا رہے ہیں۔؟ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

" تم کہاں جانا چاہتے ہو؟"

" شکری... لیکن یہ اسٹیٹر۔"

" کیوں... اس اسٹیٹر کو کیا ہوا؟"

" اس پر ہم لوگوں اور عملہ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔"

" تو اس سے کیا ہوتا ہے؟"

" اسے یہ جنگا کا سرکاری اسٹیٹر بھی نہیں ہے۔"

" واقعی؟" ام بیتی اچھل پڑی۔

عمران نے مایوسانہ انداز میں سر کو جنبش دے کر کہا: " اسٹیٹر کا عملہ کتنا

سمیت کسی سوال کا جواب ہی نہیں دیتا۔"

ام بیتی پر قہر نڈانیں اُسے دیکھ جا رہی تھی۔ دفعۃً غمزدہ لہجے

میں بولی: " تمہیں ہم کنگ چانگ کی گرفت میں تو نہیں لگتے؟"

" چچا تو پھر سنو! تم ریڈیو روم سے فراگ کو پکارو گی۔"

" کیا مطلب؟" وہ چونک کر بولی: " یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

" میں بائبل ٹیک کر رہا ہوں۔ اگر ہم کنگ چانگ کی گرفت میں آگئے ہیں

تو تم اس طرح اپنی جان بچا سکتی ہو... اور شاید جیل بھی بچاؤ۔"

" لیکن میں فراگ سے کیوں کی گیا۔"

" یہی کہ، اس وقت تم ہم لوگوں سمیت ایک اسٹیٹر میں موجود ہو اور یہ اسٹیٹر

محل چکانا سے جنوب کی طرف روانہ ہوا۔... پر اس مرید ابھو لوگوں کو نہ

جانے کہاں سے جا رہا ہے۔"



فراگ کے درشتوں کو بھی علم نہ ہوا کہ وہ اس عمارت میں کیونکر پہنچا تھا۔

وہ اس نے اندازہ کیا تھا کہ وہ مہارو کے دور حکومت پسو میں ہے۔

کم از کم مہارو کے سانسہ آباد جسے اس کے دیکھے جوتے تھے... پر دیسیوں

کا داخلہ تو کچھ عرصے سے ممنوع قرار دے دیا گیا تھا۔ پھر وہیں کنگ چانگ نے تنظیم

سے متعلق بھی کچھ لوگ رہتے تھے۔

اس چھوٹی سی عمارت میں اس کے علاوہ دو ملازم بھی تھے ان میں سے ایک

بڑی تھی اور دوسرا مختلف خدمات انجام دیتا تھا۔

فراگ کی تلکد اس عمارت... کے ایک کمرے میں کھلی تھی۔ اور اس وقت

سے اب تک چھ گھنٹے اسی عمارت میں گزارے تھے۔ جن عمارت کا وہ شکار ہو

تھا ان کا اتفاق صدیقی تھا کہ خاموشی سے سب کچھ دیکھتا رہا۔ اس نے ان دونوں

ملازمین سے بھی کسی قسم کی پتہ چھ نہیں کی تھی۔

اتنے اس کا علم ہی نہیں تھا کہ سمندر میں اس آہنی عمارت میں چھنی جاتے

کے بعد سے بائبل کتنا سوسہ گز رہتا تھا۔ اس کے سامنے قیدی کا کیا مشہور

تھا۔۔۔ کسی ماعلم آدمی کی داد سننے سننے اچانک اُس نے تیر قسم کی منہسی
سی بڑے محسوس کی تھی اور اُس کا سر جھک گیا تھا۔ اُس کے بعد وہ کس طرح اُس
مصارفے نکل کر اس عمارت تک پہنچی تھا اسے یاد نہ آسکا۔
کوئی بڑا چکرتہ ہے۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا۔ لیکن مر سکتا ہے کہ کنگ چانگ
کے نام پر وہ کبش دیا جاتے۔ وہ لوگ لی لہال تو یہی معلوم کرنا چاہتے تھے کہ
لہنڈا کی پشت پر کون ہے؟ اور کنگ چانگ نے خدشہ وقوع اسے شکناکیوں
پہنچ جانے دیا تھا۔ اس کے پاس ن روئیں سوالات کے جواب موجود
تھے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد وہ کچھ دیر آرام کرنے کو سوچ رہا تھا کہ خادم
نے کسی کی آمد دی اطلاع دی۔ جسے وہ نشست کے کمرے میں بٹھا آیا تھا۔
فرانک ٹالمانڈ انداز میں پلٹا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ اچھا اُسے دیکھ
کر احتشراح ہوا۔

”آپ آئیں بل سا کاؤ کے جہان ہیں“ اُس نے پرے، دپ سے کہا۔

”غورش ہوئی۔“ فرانک شک پہچے میں بولا۔

”پر تم منہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔“

”ابھی۔۔۔“ فرانک نے سوال کیا۔

”وہ آپ کے منتظر ہیں۔“

”چلو۔“ فرانک دروازے کی طرف براعتا ہوا بولا۔

بہر ایک لمبی سی کار کھڑی تھی۔ اچھے نے فرانک کے لئے پچھلی نشست
کا دروازہ کھولا، در خود ڈرائیور کے برابر جا بیٹھا۔

پندرہ یا بیس منٹ بعد گاڑی ایک عظیم الشان عمارت کے احاطے میں

داخل ہوئی۔ یہ قلعہ دار یا عظیم سا کاوا کی رہائش گاہ تھی۔

”کیتا کا بچہ“ فرانک نے دل ہی دل میں کہا اور سچلہ ہونٹ دانتوں میں دبا کر
رہ گیا۔ تین سال پہلے سا کاوا موکار کی پوپس کا سر براہ تھا۔ کنگ چانگ کی تنظیم
سے اکثر اُچھتار تھاتا تھا۔ جہاں وہ اچانک ہی پراثر منہ نامزد کر دیا گیا تھا۔

چھوٹے قد اور گھٹتے جسم والے اس بابا پانی نے فرانک کا استقبال بڑے
پُرپوش انداز میں کیا۔ چھوٹی چھوٹی تیز چابکی آنکھیں کسی نو مری کی یاد دلا رہی تھیں۔
”غورش آئید، مسٹر فرانک!“

”شکریہ“ فرانک نے صفا فخر کرتے ہوئے زبردستی مسکرائے کی کرشمش
کی تھی۔

بیٹھنے کا کارانے رسی کی طرف اشارہ کیا۔ ”یہ سے ان دونوں

آدمیوں نے تمہارے ساتھ مناسب برتاؤ نہیں کیا تھا۔“

”میں اس سلسلے میں کیا کہہ سکتا ہوں“ یو آرتھ۔۔۔

”تم قابل معافی ہو! انہیں مناظرہ سنا چاہئے تھا۔۔۔ تیرا جہد۔ جہد

اصل معافی کی طرف آئے جاتے ہیں!“

”میں جو بھی کرتا ہوں! در ہنڈ اس فروگزاشت کی۔“ پراکٹک

چانگ کے ہاتھوں منرا بھی پاپکا ہوں!“

”مجھے علم ہے“ سا کاوا مسکرایا۔

”مچھہ“ خرچے کیوں پریشان کیا گیا۔“

”مومن یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کنگ چانگ نے معقول رقم دھوکوں پر

کر بیٹنے کے بعد بھی دھوکا کیوں دیا۔“

”کنگ چانگ نے دھوکا نہیں دیا بلکہ میں نے دھوکا کھایا تھا۔“

”وہ کس طرح مشرفرگ ہے؟“

”کنگ چائٹ کے ہاتھوں سریالی کے بعد میری ذہنی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ دیرینہ درگاہ کی چادر ہاتھوں پر لٹائی ہوئی تھی۔ لیکن رٹن پھر بھی صدمے کی وجہ سے بیہوش ہو گئی تھی۔ اس کے ساتھ وزم و سید مزدوں نے آ رہا تھا۔ میں نے اسے دھکا دیا اور پیشانی کی سہو دھس لیتے، انھیں پوچھا: ”جاں بہر حال انہیں ایک اسپتھر پر پونچھا پڑا۔۔۔ اور وہیں سے میرے ڈسٹریکٹس پیدا ہونے لگیں! میں قیدی بنایا گیا۔۔۔ اور پھر تھوڑی سی دیر بعد مجھے معلوم ہوا کہ یہ بڑا اسی اسپتھر پرینکا، مانے گا۔۔۔ رفتہ رفتہ ساری باتیں کھل کر سامنے آئیں گی۔۔۔ وہ رٹن کی دس ساروں تھی جو رہتا تھا۔ کہتی ہے! فرانس کی سیکرٹ سروس سے اس کا تعلق ہے۔۔۔۔۔ اور اس کے ساتھ والا مرد بلکین سیکرٹ سروس کا چیف ڈیپٹمنٹ ہو چکا تھا۔“

”یہ میرے لئے نیا نام ہے مشرفرگ۔۔۔ ایاں دس دس دس تو واقف ہوں۔“

”میں خیال ہے کہ یہ بڑا کوئی نئی دونوں نے تلاش کیا ہے۔“

”یہ بڑی قیمتی اطلاع ہے مشرفرگ نے ساکاوا مضطر پانہ نڈاز میں بات چلتا ہوا ہوا۔ میں پچھلے سارے واقعات بجلہ دینے پر تیار ہوں۔ تم بہت دیر سے یہاں رہو گے۔۔۔ ہاں۔۔۔ یہ امین کون ہے؟“

”کیوں؟“ فرگ چوٹ پڑا۔

”پچھلے رات سے تبیں وائرس پر کال کے جا رہی ہے۔“

”اؤکے۔ کیا اس کا کوئی پیغام دیکھا گیا ہے؟“

”ہاں۔ اس کی ہر کال دیکھا گیا ہے۔“

”میں متناہی بہتوں میں۔“ فرگ مضطر پانہ نڈاز میں ٹھٹھ گیا۔

”بیلو۔۔۔ بیلو۔۔۔ میں یہیں ملگوا آؤں۔“ ساکاوا نے میز پر رکھی ہوئی ٹھٹھ بھائی۔

”ایک بار وہی خادم کمرے میں داخل ہو کر ختم ہوا۔“

”وہ ٹیپ ریکارڈر رو۔“ ساکاوا نے اس سے کہا۔

”خادم واپس چلا گیا۔۔۔ فرگ کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ اور وہ اپنا پتلا پتلا ہوش و منتوں میں دبا رہتا تھا۔“

”ٹیپ ریکارڈر آیا۔۔۔ فرگ امین کی دواز سننے لگا جو اسے کال کر رہی تھی۔“

”اس نے ہار ڈیل فرگ بیلو۔۔۔ امین کا ٹھٹھ۔۔۔ بیلو۔۔۔ فرگ۔“

”بیلو۔۔۔ امین کا ٹھٹھ۔۔۔ تنظیم سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی فرد میری دواز سن رہا ہو تو نریل ڈیڈن فرگ کو مطلع کر دے۔۔۔ امین اپنی مشن میں کامیاب ہو گئی ہے۔۔۔ تمام متعلقہ لوگ اسپتھر پر موجود ہیں۔“

”اسیٹھر جنوب کی طرف بڑھ رہا ہے۔۔۔ اور اینڈس۔“

”ابا بار یہی پیغام دیکھا گیا تھا۔۔۔ فرگ اٹھ کر بیٹھے لگا۔“

”اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ دفعہ فرگ رٹن کراؤں کی طرف مڑا۔“

”دروہا۔“

”میں نے امین کو دیکھا، مجھوایا تھا کہ کس طرح مرینڈا کو بنگال سے نکال لائے۔ جنوب کی طرف آئے۔ مطلب یہ ہوا کہ اسپتھر موکارو ہی کی طرف رہا ہے۔“

”جبراً بھی ہے! لیکن مرینڈا کا اغوا۔ میں اس لئے چاہتا تھا کہ وہ موکارو نہ پائے۔“

”بہر حال کنگ چانگ کا وعدہ پورا ہے۔ مریض آپ کے حوصلے کو دیا جلتے گا۔“

”اب ہم خود ہی دیکھیں گے مسٹر فاکس تمہیں تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں
 ساکادا کا لہجہ خشک تھا۔

فرانگ کچھ نہ بولا۔ ایک بار پھر وہ خیمہ مطمئن ہو گیا۔ ما۔ ساداکو شہر میں طبیعت سے وہ بخوبی واقف تھا اُسے بدلتے دیر ہی نہیں لگتی تھی۔

... کرتا رہا۔

تھوڑی دیر بعد پانچ مسلح آدمی کمرے میں داخل ہوئے اور ساکادے کو لٹک کر کہا کہ اس کے ہاتھوں میں متھکڑیاں ڈال کر رہو۔
برگ نے مساکو اور غور سے دیکھا اور اپنے دریں ہاتھ آگے بڑھا دیتے۔
لیکن جیسے ہی ایک آدمی متھکڑیاں لے کر اُس کے سب پر پٹیاں لگانے پھرتا
تھے اُس کے جوتے پر ہاتھ ڈال دیا۔ اور بائیں بازو کے پیٹ پر زور
نہا۔ مسکند کہا۔

اگر کسی نے مجھے ہاتھ دھسایا تو تم مجھے جی کی موت مر رہاؤ گے۔

چوٹ کھائے والے، سچے ساتھیوں پر جا پڑا، درپھر ان میں سے دو کو اپنے
ساتھ لے کر، فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

یہ سب کچھ چشمِ زون میں مجھ کو تھا۔ ساکارا نے اپنے ہاتھ پر ٹھ دیتے۔

وہ آئندہ دواؤں سے بھرے قلم سبب پامردی ہوئے:

”جیسے ٹھہر رہا تھا۔ سب میرے ساتھ ہی رہ چکے، چاروسٹر سا کاوا۔
 ان لوگوں کے پاس کھانا، مٹی، لکڑی، سب سب تھے، تم سب بھی اپنے، تمہارے اٹھناؤں!
 انھوں نے بے چاروں جہانگیر کی، ساڈا اپنے آدمیوں کے قریب جا کھڑا
 ہوا۔ لڑکے تیز ہی سے میری طرف بڑھا اور اسلٹو و منٹس کے تار کھینچ کر لگ
 دیتے۔ پھر دیواروں کو نبائش دے کر جوں نے اب تم سب میز کے قریب
 جاؤ گے۔“

ساکھ دادا ایت پیتا برا انکے رہا۔۔۔ مں کے چھپے وہ پانچوں بھی تھے:
 بیٹھے جاؤ۔ الکیں تھیاد۔ ہندو روپ پر مٹنے چائیں مہ: فراگ خریا۔!
 خاموشی ہے اُس کی تھیہر کے۔ ہندو تھیں کی گئی۔

نرنگ کی نظر آن پڑی اور وہ مہینے ہاتھ سے پنہ کوٹ کا کارٹر ٹول رہا تھا۔
 دیکھتے ہی دیکھتے اس سے کار سے سوستر بننے کی سدا سے مشابہہ کوئی چیز کھینچ
 کر نکلا۔ وہ ان لوگوں کی طرح چھل دی۔ . . . فرش پر گرے ہی وہ
 مکان سے آواز کے ساتھ پھٹی فٹی اور مٹے مٹی رنگ کا غبار فضا میں مٹھ مٹھ
 رگڑا تھا۔

فرگ تیز می ہے با سزا کجا اور درو زہ چلت کر دی ۔ اندر سے اُن کے
کھانسیوں نے آوازیں اُڑھیں ۔

دیوانہ اور الہامیہ نفس نے چلکوں کی یہ تین ڈالیاں نہایت، تین تان سے ہمارے نکل چلائی۔

مردم نے اسے دیکھ کر یوں - وحی ہو - کہ ات کی آنکھوں میں
نہیں تھا۔

اساٹے میں وہ گاڑی موجود تھی جس پر وہ بیٹا گیا تھا۔ ڈرائیور بھی قریب ہی کھڑا تھا۔ فرنگ کو دیکھتے ہی وہ پہلی نشست کی طرف پہنچا تھا۔ دروازہ کھول کر ایک طرف، وہب سے کھڑا ہو گیا۔ فرنگ نے گاڑی پر بیٹھ کر مسرور جنبش دی۔ ڈرائیور دروازہ بند کر کے، گلی میٹ پر ہاتھ بٹھا گاڑی سٹارٹ ہو کر پھاٹک کی طرف بڑھ گئی۔

فرنگ کے اطمینان میں دتہ برابر بھی ساق نہیں آیا تھا حالانکہ اس بنا پر ڈرائیور اس کو اسی صدمت سے جدا تھا۔ جدھر سے لایا تھا۔

پہلے مولیٰ اوز کی طرف چلو۔ فرنگ نے کچھ نہ صلہ ملے سوچا نے کے بعد کہا۔

”بہت بہتر بننا ہے۔ ڈرائیور بولا۔
 مولیٰ رزیاں کی ایک ساحلی تفریح گاہ تھی۔
 ڈرائیور تیار ہو۔ جدھر سی والیں آتا ہے۔
 بہت بہتر بننا ہے۔“

”تم ایک شائقِ ریمو معلوم سوتے ہو۔ فرنگ نے کچھ دیر بعد کہا۔
 ”شکریہ بننا ہے۔“ انہیں پورا دماغ تیز رفتاری کے ساتھ تھیں۔
 ”یہ جانتا ہوں، مگر وہی دوست ہیں۔ ان پرانی ہے۔ ان میں بھی تمہاری شائق دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ کا۔ ٹیکر۔۔۔ جیسا سا سکرگے۔“
 ”کو شش کروں گا جناب؟ اس سے پہلے کبھی اتفاق نہیں ہو۔“
 ”کامیاب ہو گئے تو انعام دوں گا۔“
 ”شکریہ جناب۔“
 ”میں اپنی جہاد کی بنا پر تکتا ہوں۔ پر تین دن۔“

”میں ضرورے چلوں گا جناب۔“
 مولیٰ دنگ سب سے اونچی پناس کا۔ ٹیکر کے نام سے موسوم تھی اور اس تفریح گاہ کا یہ حصہ عموماً دور دور تک سنا سن ہی پڑا رہتا تھا۔ کبھی کبھی مرن ایڈیٹر کے شائق اس کی طرف توجہ دیتے تھے۔

چٹان کے در پہنچتے ہیں سچ بچے ڈرائیور نے مشرقی کا ثبوت دیا۔
 کتنی بار ایسا محسوس ہوا تھا جیسے گاڑی پھسل کر کسی کھڑ میں جا پڑے گی۔ فرنگ خود ہی دروازہ کھول کر گاڑی سے، تڑتا ہوا بولے، واقعی تم با کمال آدمی ہو۔ تمہیں نہ مہم بھی دوس گا۔ رتھاری سفارش بھی کروں گا۔ میرے قریب ہے۔“

ڈرائیور گاڑی سے اتر کر اس کے قریب پہنچا۔ فرنگ کا بیٹا ہاتھ کوٹ کی اندرونی جیب میں تھا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوا تھا جیسے پرس نکال کر کوئی بیماری، تم ڈرائیور کی متعین پر رکھ دے گا۔ لیکن اپنا ٹک اس کا دانا ہاتھ ڈرائیور کی کپٹن پر پڑا اور وہ اپنے پنہو کے بل کر کر کے اس حرکت ہو گیا۔ فرنگ کے ہونٹوں پر نہ ملی سی مسکراہٹ خود ہوتی تھی۔

”اس نے پہونش ڈرائیور کو گاڑی میں ڈالا اور گاڑی کو نیوٹروں گیر میں ڈال کر دھک دے دیا۔“

قریب سا مین سو فٹ کی اونچائی سے گاڑی سمندر میں جا پڑی۔!



اسی ٹھہر کر رفتار زیادہ فریادہ تیز نہیں تھی۔ بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے وہ کسی آفریقائی سفر پر نکلا ہو۔

عمرات اور ام بیتی ریڈیو روم میں تھے، ام بیتی دھن دھن سے فراگ کو کال کر رہی تھی لیکن ابھی تک جواب نہیں ملتا تھا۔

حیرت ہے۔۔۔ عمرات سہرا کر بولتا ہے اتنی بڑی تنظیم ہے اور کسی کے کان پر جوں نہیں رہی لگتی ہے۔

یہ بات نہیں ہے! اگر خاص طور پر فراگ کو کال نہ کر رہی ہوتی تو کہیں نہ کہیں سے غرور جواب ملتا ہے۔

پرنس بہت خوش میں ہے۔ عمران کچھ دیر خاموش رہ کر بولتا ہے۔

وہ... یہ تو بھول ہی گئی تھی... یہ چو کو ری کس قسم کی مہم سہا ہے نہ قسم نہ سنو تو سہرا ہے۔ انتہائی غیر دہائی درجائیائی جس کو ٹیپس پور پتہ نہ

والی سہرا ہے۔ ایا تو آدمی گڑ گڑا کر معافی مانگ رہا ہے۔ یا سہرا کہنے پر سہرا آخرت اختیار کرتا ہے۔ بہر حال مجھے خوشی ہے کہ پرنس بچ گیا۔ سہرا گنگ پور نہ چو آدمی کے شکار ہو جاتے۔

واقعی بہت تندی آدمی ہے۔ ام بیتی نے کہا، کچھ اور رک والی تھی کہ اپنا ٹرانسمیٹر پر اس کے نام کی کال سنائی دینے لگی۔

اوہ... فراگ... ام بیتی اچھل پڑی ہے وہ خود ہی بول رہا ہے۔

ام بیتی... ام بیتی... فراگ کا لنگ ہے! ام بیتی... میرے پیار سے... وہ چکی۔

کہاں سے برس رہی ہو... کوڑو کوڑو میں پتہ... رد کی کوڑو...!

ام بیتی نے سنبھل سنبھل کر بولنا شروع کیا۔ لیکن عمرات کو ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کوئی رفاقت پسند اور شناسا سہرا کہتا ہے کہ سہرا کہہ کر جھونک رہی ہو ایک مات بھی پٹے پر پڑ سکی۔ پھر دوسری طرف سے فراگ کی شواہد سنائی دے... وہ بھی اسی طرح کچھ کہہ رہا تھا۔

دوست بعد آوازوں کا یہ تباہہ فتنہ ہوا اور ام بیتی عمرات کی طرف نظر کر رہی تھی

نہاڑ میں بولی سے بہرے میں ہیں۔ اس نے کہا ہے کہ جہاں بھی ہو ہیں سے اس سہرا کا رخ جنوب مشرق کی طرف ہو رہا ہے۔

وہ... پتہ کثین کو بدایت دو... پھر سب کچھ بتا دیں گی... جلد ہی کروں۔

عمرات ریڈیو روم سے نکل گیا... ام بیتی منظر پرانہ ملازمین ملتی رہی تھی

چانگ سے آتے پہلے ہی بدیت مل چکی تھی کہ وہ اس سے اپنی ملاقات فراگ پر منکشف نہ ہونے دے۔ اس پر یہی حاسہ کرتی رہت کہ اس کی بے انتہا دلی کے

ادب و بھی وہ اسی کی وفادار رہی ہے، اس کی یہ بات پر عمل کرتی رہی ہے۔

دفتر اس نے سمجھ سکا کہ سہرا مت بدل رہا ہے! اطمینان کی جھلک اس کی نگاہوں میں دکھائی دی تھی۔

پھر عمران دایس گیا اور جوتوں کی طرح اس کی شکل دیکھنے لگا۔

بہت بڑا خطرہ... موکارہ کار پر اہم مشن نہیں جانتا کہ سہرا موکارہ کے سہرا پر قدم رکھے... اس کے آدمی میں گھبرنے کی کوشش کریں گے! خود فرک بھی تو ہے پتا ہے کہ پرنس تاہم تھی سے آگے نہ بڑھ سکیں گے۔

تب اور بات تھی! اب سوکارا دلوں سے ہماری کھٹک گئی تھی! فرنگ
 اب پرنس کے تحفظ کا خواہاں ہے!۔
 سوکارو کے بادشاہ کو کہا ہو گیا ہے۔ یہ کیا رہا اپنی بہن کے بیٹے سے دشمنی
 کرے گا۔۔۔ ن خانہ توں کی یہ رویت تو نہیں رہی۔۔۔
 میں اس سے متعلق کچھ نہیں جانتی۔
 میرا خیال ہے کہ ہم دائیں لنگ چانک کے پکڑیں پڑ گئے ہیں۔۔۔ عمر اس
 طویل سانس سے گزر رہا ہے! اب اسٹیر کا عمل بھی ہمارے کہنے کے مطابق کام کر رہا ہے
 جیسے ہی میں نے پکٹان سے اسٹیر کا رخ موڑا تو کہا اس نے بے چوں و چرا تمہیں کی۔۔۔
 ویسے کیا ہوتا ہے۔۔۔ ہاں مینی نے پکٹشیش بھیجی کہ۔۔۔
 فرنگ تو کہاں سے بول رہا تھا۔
 اس نے یہ نہیں بتایا۔ لیکن یہ ضرور کہا تھا کہ جلد ہی بدعات ہوگی!
 اچھا ہے۔۔۔ تم سے چھپ تو چھوٹے۔۔۔
 ام بیٹی ایک ایک شبید انگ آتے لگی۔ اس کی آنکھوں میں دیوٹی صاف چمکی
 جا سکتی تھی۔
 کیا میں تمہیں اتنی سی بڑی لگتی ہوں۔۔۔ اس نے بعد از سوتل آواز میں
 پوچھا۔۔۔
 نہیں تو۔۔۔ نہیں جیسی لگتی ہو۔
 تو پھر مجھ سے۔۔۔ تو بیکار یا، یا سے ہوئے۔
 واہ! یہ بھی کوئی بات سوتی کہ سہرا اپنی جہر گردن میں شکار جاے۔
 تم نے داسروں کو بیویوں بنایا ہے کہ میں تمہاری بیوی ہوں۔۔۔
 اس کے بغیر تم عمل میں قدم نہ رکھ سکتیں۔۔۔ اب تو ہم کھٹے سمندر

میں میں سزا پوری غرق شد۔
 پناہیں تم قہقہے، حق سربا مد درجہ کے شہل۔۔۔ عورتوں سے اس
 طرح گفتگو نہیں کی جاتی۔
 کہیں عورت ہونے کا اتفاق نہیں ہوا، اس سے قابل معافی ہوں۔
 نہیں۔۔۔ میرا دل نہ دکھیا کرو۔!
 کیا واقعی تم فرنگ سے میری گردن ٹرونگی! میں اسے گھورتا ہوں۔
 ام بیٹی کچھ نہ بولی۔ اسے اس طرح دیکھتی رہی جیسے اس سے ہم کی طلب
 ہو عمران بھی غبیروں کے سے انداز میں اس کا منہ نہ کھلا۔
 چانک پرنس ہرینڈا کے نام کا شروع ہوئی۔ عمران نے سہڑوں پر انگلی
 رکھ کر ام بیٹی کو خاموشی رست کا اشارہ کیا۔
 پرنس ہرینڈا۔۔۔ سوکارو کا ننگ۔۔۔ پرنس ہرینڈا۔۔۔
 عمران نے آگے بڑھ کر سوچ آٹ کر دی۔ اور ام میں سے بولا۔ میں اس
 کا جواب دوں گا۔ تم داخل اندر ہی مت آؤ۔۔۔ وہ غالب اسٹیر کا
 نام اور نہ تو معلوم کرنا چاہتے ہیں۔
 کوئی ٹوٹ پانگ بات نہ کہہ دینا۔
 اچھا تو تم سی لے میرے سہرے پر سوار ہو۔۔۔ صرف عورتوں سے بات
 کرنے کی تہنہ نہیں ہے۔۔۔ ویسے بالکل ٹھیک تھا کہ میں۔۔۔ تم اپنی چونچ
 بند رکھو۔
 ام بیٹی ہنس پڑی وہ کس کے یہ۔۔۔ کہ قریب انگلی بچا کر بولی
 بالکل بدعتی شوہر معلوم ہو رہا ہے۔!
 عمران نے ٹرا پیڈ کا سوئیچ پھران کر دیا۔ کان پر ماری توں۔۔۔!

”کون مخاطب ہے؟... ہو پھر... پرنس کو کون کال کر رہا ہے۔“

”تم کون ہو؟“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”پرنس کا معتمد خصوصی... تم کون ہو؟“

”جہاز کا نام اور نشان بتاؤ... ہجریمیشی بلوربر خاص استقبال کرنا چاہتے ہیں۔“

”سمندر آسٹریج...“

”کتے میل پر جو؟“

”بندرگاہ سے پندرہ میل کے فاصلے پر۔“

”اُدھر۔“

”عمرن سوئیچ آف کرنے سے وہاں تھا کہ فراگ کی آؤر سٹائی دی... شاید اپنی اپنی اشارتی زبان استعمال کر رہا تھا۔ جو اب میں ام بی بی میں کچھ بڑی تھی اور ٹرینسید کا سوئیچ آف کر کے عمران کی طرف مڑی تھی۔“

”فراگ بہہ رہا تھا کہ دشمنوں کو اخلدعات کیوں دی جارہی ہیں جب کہ میں نہ دیکھ سکتا تھا۔ اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔“

”اورت وہ زندگی تھر میڈک سی رتے گا۔ عمران منس کر ہونا۔ جب را سیتھ موکارو سے پائیس میل کے فاصلے پر جنوب مشرق میں مڑ گیا تھا۔ اور اسے ٹرکانا، ورنشان بھی میں نے غلط بتایا تھا۔ میڈک سے زیادہ غصہ رکھتا ہوں۔“ وہی ہوں۔“

”میں خود خود تھارے سے فکر مند رہتی ہوں۔ وہ اس کی آنکھوں میں کھیتی ہوئی شکرانی۔ پسند مجھے اس طرح دیکھتی رہی پھر ہوں۔ اب میں سے صبح پرزیشن سے آگاہ کئے ہیں ہوں۔“

”ضروری نہیں۔“

”کیا مطلب؟“

”اب میں کسی پر بھی اعتماد نہیں کر سکتا! پرنس سرینڈامیری ذمہ دار ہی ہے۔“

”پرنس بالالو آئے اُسے میرے پھر دیکھا ہے۔“

”صرف تم سے یا پرنس کے ماڈی کارڈز سے کیا ہو سکتا گا، فراگ بہت ہاتھور ہے۔“

”جہ!“

”گدھا ہے، توں درجہ! اگر میں نہ ہوتا تو موکارو دے اُسے کالی میں سیویشی کا دوا دے کر اٹھالے جاتے۔“

”وہ، حق نہیں ہے صرف تمہارے متعلق کن چاہتا تھا۔“

”میرا اہتمام... میں تو سکون میونگ میں بھی نہیں سڑ گیا تھا۔“

”بہر حال! فتنوں باتیں چھوڑ دو میں اُسے تمہاری حکمت عملی سے آگاہ کرنے جا رہی ہوں۔“

”گردن کٹاؤ گی میری؟“ عمران نے خوفزدگی کی ادکاری کرتے ہوئے کہا۔

”وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔“

”مجھ پر بھی دکر دے۔“

”کیا یہ دشمن کیسی بے مغزق سے نکال گئی تھیں؟“

”ام جین پرنس پڑی پھر ہوں۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔“ مجھ پر غصہ آکر وہ... فراگ تمہارے دشمن نہیں ہے...!

”تو مجھ وہ سب کچھ...“

”اُسے قبول جاتا... فراگ کی باتیں دیر سے سمجھ میں آتی ہیں! آخر

کنگ چانگ کا نائب ٹھہرا ہے۔“

"اچھا... مہر مڑد س کاڑ میں ولائے جو دل چلت کر۔"

ام بی نے دوبارہ ٹرانسمیٹر کا سوچ آن کیا اور مگر کو کال کر کے کوڈ ڈیڈ نہیں ضرورت حال سے آگاہ کرے لگی... عمران سرخچکاتے کھڑا تھا ایسا معلوم کرتا تھا جیسے اس نے خود کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہو۔

گفتگو ختم کر کے ام بی نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا اور مہر کا ہاتھ پکڑ کر کچھ پتی مرقعے کی طرف لے پئی۔ تم خواہ مخواہ ڈر رہ جا رہے ہو۔ وہ اس سے کہہ رہی تھی۔ فراگ تم سے بہت خوش ہے، جی جی، اس نے کہا کہ وہ تمہاری غلط فہمی دور کر دے گا۔

"واقعی ہے؟" کہاں چکا "تو تم میری غلط فہمی ہو۔"

"اچھا... اچھا... ایک دن تمہیں بھی ٹھیک کر دوں گی۔"

وہ ریلینگ کے پاس آکھڑے ہوئے۔ حد نظر تک چمکیلا سمندر پھیلا ہوا تھا سورج غروب ہونے میں ابھی دوڑھاتی گھنٹے کی دیر تھی۔ عمران نے گلے میں لٹکی ہوئی دوہریں اٹھائیں اور طراف و جانب میں نظر دوڑاتے لگا۔

دفعتہ پشت سے جیسین کی آواز آئی۔ "جہ بھی جاؤں جاؤں۔"

"یہاں کیا رکھا ہے؟" عمران نے مڑ کر جھلا جھٹ کا متناہرہ کیا۔

"پرنس نشتریش میں بقاء میں، ان کے پاس صرف آدمی بوتل رہ گئی ہے۔"

"اٹھا کر مہینک دو سمندر میں مڑدو کو؟" عمران نے اردو میں کہا۔

"وہ آپ کی شادی پر جید خوش ہیں۔"

"ناتے کرے گا... سردقت پانی پانی کا حساب لیتی رہتی ہے؟"

"درا وورہن مجھے ریٹا۔" دفعتہ ام بیٹ بولی۔

"فکر نہ کرو... میں پیسے ہی دیکھ چکا ہوں... میں لاپس نہیں ہوں۔"

"اگر دشمنی کی ہوتی تو..."

"تب بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں نہ عمران نے کہا اور جیسین سے ہوا۔

شم کیسین میں جاؤ، جہز فہر پر نظر رکھنا۔"

وہ پٹایا... سامنے سے آنے والی لہریں ب زور بہن کے بغیر بھی دکھائی دینے لگیں تھیں۔ "دور میں امریت کے ہاتھ میں بھی لہر دھانچیں دیکھ رہی تھی۔ دفعتہ پڑتے سر سے بچے میں پھیلا۔ اپنی سی کشتیاں میں۔"

"کیسے معلوم ہوا؟"

ایک پر جھٹ بھی موجود ہے میں ریڈیو رام میں بارہی ہوں۔"

"ارے... ارے... مجھے یہاں تنہا نہ چھوڑو... عمران اس کے پیچھے دوڑتا سو ہلا۔ لیکن وہ ریڈیو رام میں جانے کی بجائے کیسین کی طرف بڑھ گیا تھا۔ کیسین لٹے دیکھ کر ٹھنڈا ہوا۔"

"بیٹھو... بیٹھو..." عمران ہاتھ دھار لیا۔ اور بھی ٹرانسمیٹر آکاں کر اس کا سوچ آن کیا۔

ام بی کی آواز سنائی دی۔ وہ آنے والی لہریں سے رابطہ قائم کرنے کی

کوشش کر رہی تھی۔ سیلو کے سی... بیو کے سی۔

کے س سے لنگ پانگ کا مختلف تھا؛ پھر اس نے وہی کوڈ ڈیڈ ڈیڈاں

سنی اور دوسری طرف سے ہٹنے والی جواب بھی سنا، ایک بھاری صر دے آواز

تھی۔!

ٹرانسمیٹر جیب میں رکھ کر وہ آستہ آستہ کیسین کو کچھ دیرایت دیتے لگا۔

ٹھیک اسی وقت ام بی کیسین میں داخل ہوئی۔ عمران اُن نے سے گھور کر دیکھا

شاید یہاں اس کے موجودگی پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن ام بی نے اسے نظر انداز کر کے ہولی

”اس سے کیا ہو گا؟“ چرخہ مران شمشیر صورت بنا کر پولا۔

’مولا۔ وہ کشتیاں اپنی حدود کے گما کر سیٹھ بڑھو گئے۔ یہی ہیں۔ ان میں ایسی کشتیاں بھی موجود ہیں جن پر توپیں نصب ہیں۔‘

۱۰۔ توں جیسی مستورہ دوں گاجنب! پیٹن نے عمر بن سے کہا۔

پرس بر اسب خرمی پتہ موسے تو کون ہمارے کچھ نہیں جگاڑ سکے گا۔ لیکن آپ یہ نہ سمجھیں کہ اسے یہاں سے واپس بلک ہو سکتا ہے۔ ہم ان لوگوں پر غور رکھیں

میں نے آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار تھے... کچھ دیر بعد اس نے کہا: "اے! میں بہت جلد... کچھ نہ کچھ تو کر رہی ہوں۔"

کچھ بعد وہ ان لایچی میں تھے جس پر حبیب انصاف تھا۔ لایچی کا عمدہ پوزرف
کے سے تعلقاً بہرہ کا تھا۔

عمران نے ظفر حسین اور جوزف کو تاکہ کر دی تھی کہ وہ اپنی زبانیں بند رکھیں۔
 سرحد سے کروہ نود ہی دیکھ گام۔۔۔ مہینہ لالچ کے ٹکڑے سے گھل مل کر باتیں کر رہی
 تھی۔ عمران نے محسوس کیا کہ دو لوگ ام مہینہ سے بھی حرام کے ساتھ پیش
 آرہے ہیں۔ خود سے کسی نے گھاس بھی نہیں ڈال تھی! مہینہ نے بھی شائد
 محسوس کیا تھا کہ پستی ہی فرصت میں اس کی شش کی شش کی کوستش
 کی تھی۔!

”میں نے مسکتا نہیں تمہاری مسکت سے اگلا نہیں کہا۔“

۱۔ محمدؐ کی "اجنبیت" کا عنوان نے "مضمونیت سے کب"۔

اب... اب... پی کی میں تھیں کتنا عا ہتی ہوں۔

پ تو میں خود ہی آگاہ کر دوں گا۔ عمر ان نے غمیلے بچے میں کہا۔ درود
بہشتی ہر فی پھر وہاں سے چلی گئی۔

اب تینوں لائقوں پر جہنم سے نظر آ رہے تھے! لیکن یہ اس جھڑے سے
منفصل تھے جو ایک لالچی پر پہلے نظر آ رہا تھا۔

ام جیس نے بعد میں بتایا کہ وہ سوکارو کے جھنڈے تھے اور مصلحتاً رنگات مخنے تھے۔

نورج غروب جو پکا تھا! انجوس کی تیز رفتاری سے معدوم ہوتا تھا کہ وہ جلد سے جلد کہیں پہنچنا چاہتے ہیں۔

پھر اندھیرا پھیلے گا لیکن صدف نے چاند نے الفت سے مسر بخار تھا۔ اور پھر
بہت دور روشنیاں دکھائی دی تھیں۔ مہینہ ایک بار پھر عمران کے پاس
آئی۔

”ہم پر پیار ہی میں اُتریں گے“ اس نے کہا۔

4-4271

”ایک چھڑا ماحیز رو: بس یہ سمجھ لو کہ یہاں گنگ چانگ ہی کی حکومت ہے۔“
”آخر یہ گنگ چانگ ہے کیا چیز... کہ از کم اس کا ذریعہ معاش ہی تا دو۔“

تم نہیں جانتے ؟

۳ میں کیا جانوں . . .

”چند یہ بھی معلوم ہو رہا ہے گا۔ خود ہی دیکھ لو گے۔“

پر پیار کی گے۔ اس عمل پر وہ خاموش سے ترکتے۔ انہیں ایک دودھ انتہاء
رسے پر شہر سی تھیں۔ یہاں سے دودھ کی دھنیاں ملنے لگیں تھیں۔

بقیہ سہ میسرے کے ذریعے ہوا تھا۔ باد می میں داخل ہوتے ہی ایسا

محسوس ہو جیسے کسی بہت بڑے شراب خانے میں داخل ہو گئے ہوں۔ لہذا میں شراب کی بوتلی پھینک دیتی تھی۔

”اور... اور... جنت بھری موتی دائیں ہوتا ہے تم کس آنگے میں سے؟“

”خاموشی سی مناسب رہے گی یہاں تو نس سے عمران سے تہمت سے کہا۔ یہاں گھر گھر شراب کشید کی جاتی تھی اور ہماری تکلیف اسے دوسرے جزیرے تک غیر قانونی طور پر پہنچاتی تھی۔ امینی نے عمران کے کان میں کہا: مشاہد اس سے ہمارے متعلق کسی قدر اندازہ لگا سکتا ہے۔“

عمران کچھ نہ بولا... نظروں میں ہی ندرت سے سانس کھینچ رہے تھے۔

”آپ کو کیا تکلیف ہے حضرات؟ عمران تکیے کے بیچ میں بولا۔“

”فنا تو یہ شکن محسوس ہو رہی ہے، جو عجیبی ہے۔“

”مگر غائبانہوں کا اگر جو اس کی ہے۔“

وہ ایک غمگین عمارت میں اُٹارے گئے تھے چھوٹے چھوٹے مکانوں کی بستی تھی، اہل بیت یا بنکانا کی طرح یہاں ترتیب یا حسن کا شائبہ بھی نہ تھا۔

”کیا فراگ یہیں ہے؟“ عمران نے امینی سے پوچھا۔

”نہیں... انھیں بھی کہیں سے اس کا پتہ لگتا تھا، مگر اب ایک دشواری پڑی ہے۔“

”کیسی دشواری ہے؟“

”یہیں یہاں دودن قیام کرنا پڑے گا۔ میں پہلی بار تھی ہوں۔ میرا سر گھومنا

بار بار ہے یہاں پھیل موتی تو مجھے پاگل بنا دے گی۔“

”لیکن پرنس ہر ہڈی کاغذ ہے کہ گروہ یہاں کے بادشاہ دہنا دیئے جو ہیں تو

مفت کام کریں گے۔“ جمیں ہوں پڑ۔

”تم کب اس صحت گرد سے نظر بولا۔“

”اس صحت گھوٹوں نے بڑے بدلتے دکھانے کے تھے درہزف کے پہلے

”ہوم میڈ“ شہر سے بیانی گئی تھی۔ وہ بہت گن تھا۔ بار بار عورت سے کہہ رہا تھا۔

”آج انہی دنوں کے بعد دماغ گرم ہوا سے باس... میرا ماس جاتے جسم میں...“

”میں تو یہیں رہوں گا۔“ پوڈنڈ مال کب اس مڑا ہے۔ اتنے دنوں سے یہی لگ رہا تھا۔

”جیسے شہر نہیں شہر پہلی رہا ہوں۔“

”مجھے تو روڈیں لگ رہی ہیں۔ چپ چاپ شہر دو بار دو روڈ کھال گردوں

لگا ہے۔“

”پتا تو ہوا ہوں۔“ جنت سیم کر بولا۔

”ارے یہ شہر ادگی کی باتیں ہیں کہ تو کنش کی وائیں کی تعریف میں زمین آسمان

کے قلا لے جاتا ہے۔“

”کیا کروں باس، مجھے اپوڈ سے نشہ نہیں ہوتا ہے۔“

”قصہ میرا سی ہے... شہر پلا پلا کر تیرے منہ پر تہہ کر دیتے۔“

”آب میں کیا کروں باس! میرا مقصد سی، یہاں ہے۔“ وہ روٹا ہوا کر بولا۔

”مات انہیں اسی عمارت میں بسر کرنی تھی۔ عمران کا اندازہ تھا کہ وہ فستی کی

سب سے اچھی عورت ہے۔ حالانکہ اس کا فرش بھی کچھ تھا۔“

”بڑی مشکل سے نیند آئی، کیونکہ شراب اور دھوئیں کی مٹی جلی نو دھوا پھاڑے

ہے رہی تھی۔“

”دفعہ سات کے کسی جھٹ میں عمران کو جھجھوڑ کر جگایا گیا۔ وہ سونا نہیں چاتا

تھا لیکن پھر بھی نیند آہی گئی تھی۔ کیر و سین بیڈ کی روشنی میں فراگ کا چہرہ

نظر آیا۔ اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔“

بیب باس ۔ ! عمران جکلا یا ۔

”میں تمہاری زبان سے یہی سنا چاہتا تھا... اٹھو... جیہ ضروری باتیں کر لی ہیں۔“

وہ اُسے دوسرے کمرے میں لے آیا۔ یہاں تین آدمی اور بھی موجود تھے۔

”یہ موکار کے تین معزز ترین افراد ہیں۔ اور شاہی خاندان کے وفادار ہیں۔“

فرگ نے تعارف کر دیا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ صرف تھوڑا سا خم سرائ تھا۔

”آج ہی موکار داخلہ پہنچ گئی تھی کہ پرس منزا سے بچنے کیلئے فرار ہو گیا ہے۔“

فرگ بولا۔

عمران اب بھی خاموش کھڑا رہا۔ ایسا معدوم برتاؤ تھا جیسے اُن لوگوں سے جیہ مرعوب اور متاثر ہو۔

”ان کا مشورہ نہیں ہے کہ پرس بھی جکلا یا نہ۔“

”لگ... کیوں... یہ آرزو ہے؟“

”تم نہیں جانتے، بیٹھ جاؤ... میں تمہیں بتاؤں گا۔“

عمران بیٹھ گیا... موکار کے لوگ بھی خاموش تھے۔

فرگ بولا۔ یہ بات پختہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ موکار پر ساکار کسے

مکومت ہے۔ بادشاہ بے بس ہو چکے ہیں۔“

”ساکار اگون ہے۔“

”تم اتنے لاعلم ہو۔“ فرگ حیرت سے بولا۔

”میں صرف اپنے کام سے کام لے رہا ہوں۔“

”خیر... سنو تین برس پہلے ساکار موکار کی پولیس کا سربراہ تھا۔ اور

لوگ اس سے نفرت کرتے تھے۔ آستہ بہستہ وہ بادشاہ کی ناک کاباں بن بیٹھا

اب وہ پر دم منسلک ہے۔ بادشاہ کی طرف سے غور، حکامات صادر کرتا ہے۔

”اس کی تین بگلی گشتیں سرینڈا کا ایسی تلاش کرتی پھر رہی ہیں۔“

”تو کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ پرس کسی استحقاق کی بنا پر اس سے مکمل عافیت

لے گا۔“

”نہیں! یہ بات نہیں ہے... میں موکار وہی سے رہا ہوں اور میں نے

وہاں بہت کچھ دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے بارے میں پھر

بات کریں گے... اس وقت تو یہ معززین صرف اس نے آئے ہیں کہ پرس کو

جکلا جانے سے روک دیں۔“

”اس پر بھی ہم مناسب موقع پر گفتگو کریں گے۔“ عمران نے کہا۔

”یہ پرس سے ملنا چاہتے ہیں۔“

”صبح سے پہلے نائنگن جے باس... مجھ میں اتنی محنت نہیں ہے کہ میں

اس وقت تکلیف دوں۔“

”یہ تو گرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح، یہ اسی وقت واپس جائیں گے۔“

”فرا ایسڈنگ میں میری ایک بات سن لیجئے۔“

”چھا... اچھا...“ فرگ ٹٹ ہر بولا۔

وہ اٹھ کر باہر آتے۔ عمران نے آستہ سے پوچھا۔ ”کیا آپ ان تینوں پر

اعتماد کر سکتے ہیں۔“

”میں احمق نہیں ہوں... یہ ساکار کے جانی دشمن ہیں۔“

”اچھی بات ہے... میں پرس کو جگاؤں گا نہیں... وہ انہیں سونے ہی

میں دیکھ سکتے ہیں۔“

”کیوں، حقت سربا تیں کرتے ہو۔ نہراگ نصیے بے میں ہو۔“ میں خود ہکاؤں
 گا۔ یہاں سب میرے پابند ہیں۔ پرنس سوگا سکائیں۔“
 ”پ میرا مطلب نہیں سمجھے۔ یہاں ک نصا میں، یسی بوری جی بسی ہے کہ
 پرنس بے قابو ہو گئے۔ برانڈی اور وِسکی پینے والے رُخسرتے کی دو بوتلیں چڑی
 جاتیں تو کیا حال ہوگا۔“
 ”اُدہ۔۔ یہ جنگا واسے سدا کے ندیر سے ہیں۔ خدا سمجھے۔۔۔ خیر ویسے
 ہی دکھا دیں گے۔ شاید یہ لوگ پنا ٹمینان کرنا چاہتے ہیں۔“
 اُن لوگوں سے کہا گیا کہ سفر کی کمکات کی وجہ سے پرنس کی طبیعت خراب ہو
 گئی ہے اس سے جنگا نامنا سب نہ ہوگا۔ البتہ سوتے میں نہ زیارت کی
 جاسکتی ہے۔“

وہ لوگ اس پر تیار ہو گئے۔ اُن میں سے ایک نے سگریٹ کا ایکٹ نکالا
 اُس میں سے ایک سگریٹ منتخب کی اور پھر سگریٹ کا ساہ ہو لڈر نکالا اور
 ”سے ہوٹوں میں دبات ہوتے، اُن کے ساتھ چلنے لگا۔ لیکن سگریٹ ابھی ہاتھ
 ہی میں تھی۔ عمران نے اسے گھور کر دیکھا اور سر کو خفیف سی جنبش دی؛
 لیکن جیسے ہی وہ حرف والے کمرے میں قدم رکھنے لگا اُس نے ہاتھ بڑھا کر
 اُس کے ہوٹوں سے ہو لڈر نکال لیا وہ مچھلا کر مڑا، اور کڑک کر بولا۔“ یہ
 کیا یہودگی ہے۔“

نہراگ اور اس کے دونوں آدمی بھی پلٹ پڑے۔
 ”پرنس کے حضور یہ بدتمیزی ہوگی۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”اُدہ سگریٹ بھی مجھے دو، یہاں پرنس سے زیادہ معزز کوئی بھی نہیں ہے۔“
 ”کیوں بڑا اس کرتا ہے، ما ہوٹو مجھے دے۔“

لیکن عمران نے فورسے ہی مجھے میں اس کے بیڑے پر ایک زوردار ہاتھ
 رسید کر دیا۔ وہ پشت والی دیوار سے ٹکرایا۔ اُدہ بھد سے زمین پر پڑھ گیا۔
 ”یہ کیا کر رہے ہو۔“ نہراگ غرا کر عمران کی طرف جھپٹا۔
 ”خدا ٹھہریے۔۔۔ اس ہو لڈر کا جانتا ہیجے۔۔۔ اگر اس میں سے نہرٹلی
 سون بڑا نہ ہو تو مجھے گولی مار دیجیے گا۔“
 ”خبردار! کوئی آپس جگہ سے جنبش نہ کرے۔“ چانگ مار کھا کر گرے والا
 دہاڑا۔ اُس نے ریواور نکال لیا تھا۔
 ”اُدہ۔ وہ بات ہے۔“ نہراگ کا لہجہ جید سرور تھا۔
 ”ہاں! وہ اُختا ہوا۔“ مرینڈا کو مزنا ہی پڑے گا۔ تم اپنے ہاتھ اُپر
 اُٹھاؤ۔“

”نہراگ پانگ سے غداری کر رہا ہے اسے سوچ لے۔“ نہراگ اپنے ہاتھ
 اُٹھاتا سواولا۔ بقیہ دونوں آدمیوں نے بھی ہاتھ اُٹھا دیتے تھے۔ لیکن عمران جوں
 کا توں کھڑا رہا۔
 ”جہنم میں جاتے کنگ چانگ۔“ ریواور دلا کہہ رہا تھا۔ ”ب میرے دربر
 تجارت ہو جائے گا امکان روشن ہو گیا ہے۔۔۔ اسے تو بھی اپنے ہاتھ اُٹھا۔“
 اُس نے عمرت کو لٹکارا۔

عمران نے بوکھلا تے ہوئے انداز میں ہاتھ اُٹھا دیتے تھے اور سی حرکت کے
 دور میں وہ سگریٹ ہو لڈر اُس کے ہوٹوں میں جا بٹھاتا۔
 ریواور والے نے سب سے کاری لی اور اُس کا ریواور دلا ہاتھ بے اختیار ہی میں
 چبھنے کی طرف اُٹھتا چلا گیا۔
 ”ٹیک اُس وقت عمران کی ٹیکو اُس کے ہاتھ پر پڑی تھی۔ ریواور دلا دھاگلا

اور وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا دیاں گال دبا کر نریش پر ڈھنسا چلا گیا۔

”ٹھٹھٹھ“ نرگس چنگاڑا۔

دیر اور دیر نریش پر گر کر بے حس حرکت ہو چکا تھا۔

عمران نے جھپٹ کر دیر اور ٹھٹھٹھ تھا، تھا، اُس کا رخ اُس کے دونوں ساتھیوں کی طرف کر دیا تھا۔

”اُدو۔۔۔ عمران۔۔۔ اُدو۔۔۔ میرے پھرتیے پیٹے۔۔۔“ نرگس شکار پر

جھکنا برا بھلا۔ چند لمحے اُسے ٹٹو لگا رہا پھر سیدھا جو کر پر مسرت بھیجے میں چٹاٹے جہنم رسید ہوا۔ اور اب تم دونوں بتاؤ حرام زاد۔۔۔“

”آنریبل نرگس! ہم رفا دار ہیں۔ اس کا لی بھیڑ کو کبھی نہ پہچان سکے! بس

اتنا ہی تصور ہے جانا۔۔۔ ورنہ ہم بھی اس کا ساتھ دیتے۔“ اُن میں سے ایک

اپنا ہوا بولا۔ ”اُس نے ہمارے اتنے بھی تو تشواریتے تھے۔“

”اس کا فیصلہ صبح کو ہو گا۔“ عمران بولا۔ ”فی الحال خود کو پر نس کا قیدی سمجھو۔“

”میں تیار ہیں۔۔۔ میں قید کرو۔۔۔ اُس وقت تک روکے رکھو۔ جب تک

کہ نہ پھیل کا طینتان نہ ہو جائے۔“

نرگس نے سچائی اُن دونوں کو ایک کو ٹھٹھٹھ میں بند کر دیا۔ اس ہنگامے کے

دوران میں جوزف کے علاوہ اور سب جاگ پڑے تھے۔

”اس لاش کا کیا ہو گا۔“ بے حس نے پوچھا۔

”پڑی رہنے دو، بیچ کو دیکھا جاتے گا۔“ نرگس نے لاپرواہی سے کہا۔

پھر بولا۔ ”تم نے کیسے اندازہ کر لیا تھا کہ وہ ہولڈر وہ عمل بلور پات ہے۔ اُدو

اُس میں نہ بریلی سٹریٹ موجود ہے۔“

”اگر وہ تو اب ہی ہولڈر میں سگریٹ لگا دیتا تو مجھے شبہ نہ ہوتا لیکن اُس نے

صرف ہولڈر ہونٹوں میں دیا تھا اور سگریٹ باتھ ہی میں رکھی تھی۔

”میں نے قطعی دھیان نہیں دیا تھا۔“

”میں اس سے ہنگامہ کے عملات میں مایاں حیثیت رکھتا ہے باس۔ میری

چھٹی حس کسی گوریلے کی جیسپی کی طرح ہر وقت بیدار رہتی ہے۔“

نرگس نے امینی کا اند پکڑ کر عمران کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ ”اے

جا۔۔۔۔۔“ کچھ خجھے سٹش دی۔

امینی عمران سے ٹکرائی تھی اور وہ کرتا ہوا زمین پر گر کر دس بیٹھ گیا تھا۔

”کیا سوا۔۔۔“ نرگس کے بچے میں بوکھلاہٹ تھی۔

”جھانسی دے مگر عورت مذدو۔“ عمران گلوگیر دانہ میں بولا۔

”کیا بچو اس ہے۔“

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ عورت کا کیا کروں۔“ عمران نے کچھ ایت بھیجے

میں کہا کہ نرگس کو سنس آگئی۔

”اُدو یہ ایسا ہی ہے۔“ امینی دانستہ پیں کر بولی۔ ”اب تک مجھے

یہی محسوس ہوتا رہا ہے جیسے ریت کی لہری کے ساتھ وقت گزار رہی ہوں۔“

”دانتی تو عجیب ہے میسٹر شیر۔۔۔۔۔ چل اُٹھ اب سو جا۔۔۔۔۔ صبح

باتیں کریں گے۔“ میری تقدیر نے کیسا تحفہ دیا کیا ہے واہ۔“ نرگس

عمران کا بازو پکڑ کر اٹھا کر بولا۔

پھر وہ نزدیکیں اور چلا گیا تھا۔ اُدو سب اُسی کمرے میں چلے گئے تھے۔

جاں شب بسمیری کی ٹھٹھٹھ تھی۔

امینی عمران کو زہریلی نقوش سے گھڑے جا رہی تھی۔ اور جیسین کے دانست

نکلے پڑے تھے۔ جوزف اب بھی بے خبر سو رہا تھا۔

”دانت بند کر مہر چھل! ادھ پوپلا کر دوس گائے عمران نے اردو میں کہا۔
 ”اب کیا بکواس ہو رہی ہے میرے خلاف“؟ ام بنی چھپاتی۔
 ”تت... تم آرام کرو... بہت تھک گئی ہو۔“ عمران نرم بھیجے میں بولا
 ”خاموش رہو۔ مجھے تمہاری ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی ابھی تم
 مجھے قتل کر چکے ہو۔“ ام بنی یہ کہتی ہوئی اپنے بستر پر جا پڑی۔
 ”واقعہ! آپ بہت سنگدل ہیں یوہ محبتی۔“ جیمین عمران کے قریب پہنچ
 کر آہستہ سے بولا۔
 ”جا کر سو جاؤ۔ رات سچائی باتھ پیر توڑ کر رکھ دوں گا۔“ عمران آنکھیں نکال
 کر بولا۔

اس کے بعد وہ سب تو پھر سو گئے تھے۔ لیکن عمران جاگتا رہا تھا۔
 دوسری صبح نراگ سے پھر ملاقات ہوئی۔ وہ خود ہی آیا تھا۔ اور صرف
 عمران کو اپنے ساتھ لے کر وہاں سے کسی نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گیا
 تھا۔

”ان دنوں کا کیا ہرگا۔“ عمران نے کہا۔ ”لاش تو صبح مجھے وہاں
 نہیں نظر آئی تھی۔“

”ان باتوں میں ذہن کو مت الجھاؤ۔ لیکن میں تمہیں بتانا ہوں کہ میری
 تنظیم میں کالی بھیڑیں موجود ہیں۔“
 ”کہاں نہیں ہوتیں؟“

”یہ تینوں موکا د کے باشندے اور میری تنظیم سے منسلک تھے۔
 لیکن موکا د میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کنگ پانگ کے آدمی ہیں۔
 تم اسی سے اندازہ لگا سکتے ہو کہ سرفے والا ذریعہ تجارت بننے کے خوب دیکھ

رہا تھا۔“
 ”کس بات کا اندازہ لگا سکتا ہوں۔“ عمران نے سوال
 کیا۔

”اسی کا کہ یہ کس رُبتے کے لوگ ہیں۔“

”میں سمجھ گیا۔“

”لیکن! اب میں موکا د کے لوگوں پر اعتماد نہیں کر سکتا ہر سکتا ہے
 یہ دونوں میرے ہی وفادار ہوں۔ لیکن کسی وقت بھی بدل سکتے ہیں۔ موکا د
 کے پانی میں وفات نہیں ہے۔“

”تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں پرس کو لے کر کہیں ادھ چلا جاؤں۔“
 عمران بڑبڑایا۔

”نہیں... عمران۔“ اب میں ساکا دا کے چھپرے اڑا دینے پر تل
 گیا ہوں۔“

”لیکن آپ کیا کر سکتے ہیں؟ جب کہ وہاں قدم بھی نہیں رکھ سکتے۔“
 ”ہر جہہ۔“ امین قدم نہیں رکھ سکتا۔ اسے میں دہیں سے آ رہا ہوں۔
 نراگ نے کہا۔

چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ ”میں تمہیں اپنے حیرت انگیز سفر ہی کی
 داستان ہی تو سنانے کے لئے کسی پرسکون جگہ کی تلاش میں نکلا ہوں۔
 پوینسا د میں چکرانے والی یہ بدبو مجھے بھی پسند نہیں ہے۔“

ساحل پر پہنچ کر نراگ نے عکاڈی روک لی! اور عمران کو لئے ہوئے
 اپنی اُسی لاسچ میں داخل ہوا جس پر اُس نے تاجپتی سے موکا د تک
 کا سفر کیا تھا۔

آہا۔ یہ تو جنت ہے۔! عمران نے غرش ہو کر کہا۔ زندگی میں پہلی بار ایسا بھری عشرت کدہ دیکھا ہے۔
 ”تم مجھے پڑھے لکھے آدمی بھی معلوم ہوتے ہو۔!“
 ”پروردگار سے کفر غلاتی سفر تک کا علم رکھتا ہوں۔!“
 ”بہت خوب۔!“ وہ اُسے غود سے دیکھتا ہوا بولا۔ ”پرنس کے باڈی گارڈز کی قیامت کیا ہے۔؟“
 ”ایرانی ہیں۔ پرنس کے ساتھ ہی آتے تھے۔“
 ”ٹھیک ہے انہیں بھی جزائر کی سیاست سے کوئی سروکار نہیں ہو سکتا۔“
 ”قطعی نہیں۔!“
 ”اچھا۔! اب میں تمہیں اپنے سفر کے حالات سناتا ہوں۔“
 فراگ نے کہا۔ اللہ اپنی حکمت عملی کی داستان شروع کر دی۔۔۔
 عمران بڑے غود سے سن رہا۔ کہیں کہیں اُس نے جوش کا اظہار بھی کیا تھا۔
 جیسے ہی فراگ ڈرائیو ادھ گاڑی سے چھٹکارا پانے والے مرحلے پر پہنچا۔
 عمران نے اُٹھ کر اُس کے گردنا چٹا شروع کر دیا۔
 ”بیٹھو۔۔۔ بیٹھو! دیر آدمی میں تمہیں بن اپنے سے کم نہیں سمجھتا۔“
 فراگ نے ٹھہرے ہوئے لیج میں کہا۔ ”تمہارا پچھلی رات والا کا نام مجھے زندگی بھر یاد رہے گا۔ ایسا ذہن اور جلد فیصلہ کرنے والا تھا۔“
 ”شکریہ! یو آؤ۔۔۔! عمران اُس کے سامنے والی آرام کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔
 فراگ نے چند لمبے خاموش رہ کر کہا۔ ”پھر میں اپنی تنظیم سے تعلق

رکھنے والوں میں چلا گیا تھا۔ اور وہ تینوں مجھے ایک بڑے صندوق میں بند کر کے موکار دے نکال لاتے تھے۔۔۔ مگر۔۔۔ وہ نمک حرام لازمی گا۔ کال بھیڑ نکلا۔۔۔ خدا کی پناہ۔! اگر وہ اسی طرح سگرٹ ہولڈر ہونٹوں میں دانت ہوتے کمرے میں داخل ہو جاتا تو پرنس بیمار سی فاسلمی ہی میں ختم ہو جاتا اور خیمے سے پہلے تم اُسے لاش سمجھنے پر تیار نہ ہوتے۔“
 ”یہ بات تو ہے۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔
 ”اور وہ سوڈ کا بچہ لازمی گا چپ چاپ موکار و پیرچ کر سا کاوا کے کان میں پھونک دیتا کہ وہ نہایت خاموشی سے اُس کی خدمت انجام دے آیا ہے۔“
 ”آخر موکار وہیں کیا ہو رہا ہے۔؟“ عمران نے سوال کیا۔
 ”تم یہ نہ سمجھنا کہ بادشاہت کا کوئی پکر ہے! موکار دے عوام نے ساکارا کو اسی لئے برداشت کر لیا ہے کہ وہ بادشاہ کو پسند ہے۔!“
 ”پھر کیا بات ہو سکتی ہے۔؟“ عمران نے اُسے ٹوٹنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
 ”ساکارا انہیں چاہتا کہ کوئی غیر ملکی موکار وہیں داخل ہو۔۔۔ لیکن ہر ہڈا جسے چاہے اپنے ساتھ موکار دے جا سکتا ہے۔ ساکارا کھلم کھلا ہر ہڈا کے داخلے کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا کرے تو بادشاہ اللہ عوام دونوں ہی اُس کے مخالف ہو جائیں۔ کیونکہ ہر ہڈا کا استحقاق موکار دے کی قدیم مقدس روایات سے تعلق رکھتا ہے۔“
 ”بات کچھ سمجھ میں آرہی ہے۔! عمران سر ہلا کر بولا۔
 ”ٹھیک! اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ہر ہڈا پرنس والوں کی دریافت معلوم ہوتا ہے، لویہ سا یا ایدل دے سامان فریج سیکرٹ سروس کی

مہر ہے۔۔۔

نہیں۔۔۔؟ عمران متحیرانہ انداز میں اچھل پڑا۔

میں جانتا ہوں! اگر تم اس کے باڈی گارڈز کو تو قہیں سب کچھ معلوم ہو جاتے گا۔ خیر! مجھے اس سے سروکار نہیں۔ میں تو اپنی بات کر رہا ہوں۔ کنگ چانگ قطعی پسند نہیں کرے گا کہ بھرا کابل میں کسی قسم کا جگمگ برپا ہو۔ میں نہیں سمجھا۔۔۔؟

میں سمجھتا ہوں۔۔۔ اگر یہاں جنگی نوعیت کی کوئی گڑبڑ ہوتی تو کنگ چانگ کی تجارت متاثر ہوگی۔ ہماری تنظیم بھرا کابل کے جزائر میں منشیات کی غیر قانونی تجارت کی اجارہ دار ہے۔

آبا! تب تو مزہ آگیا، خاما ایڈوچر ہوتا ہو گا۔ بہت زیادہ۔۔۔ خیر! تو میں کہہ رہا تھا کہ فرانس بھرا کابل میں باڈی گارڈز کرنے کا پروگرام بنا رہا ہے۔۔۔ لہذا وہ ہر طرف سے مطلق ہرنے کی کوشش کرے گا۔۔۔ وہ ضرور دیکھنا چاہے گا کہ موکارو میں کیا ہو رہا ہے۔؟ اور آب میں تمہیں بتاؤں کہ موکارو سے متعلق فرانس کے شبہات درست ہیں! میں نے اپنے اس سفر میں ہی اندازہ لگایا ہے۔

حالات سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔۔۔ آپ کھلے سمندر میں کسی فولادی کشتی کے قیدی بن گئے تھے۔ اور کسی نظر نہ آنے والے آدمی سے گفتگو بھی کرتے رہے تھے۔۔۔ اور پھر وہ دھوئیں کا جھڑکا۔۔۔؟

میں نے اسے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا! لیکن جس علاقے میں اسس کی نشاندہی کی گئی ہے وہاں شہری آبادی کی طرف سے بھی کوئی قدم نہیں رکھ سکتا۔ ممنوعہ علاقہ قرار دیا گیا ہے۔! صرف وہی نوچی وہاں جاسکتے ہیں جو ہنرور ہیں

لگاتے ہیں۔ اور یہ ساکارا کے خاص لوگ ہیں۔؟

خدا جانے کیا چکر ہے۔۔۔؟

تمہیں علم نہیں لیکن میں جانتا ہوں۔۔۔ دوسری جنگ عظیم میں شکست کھانے کے بعد ہتھیارے جاپانی بحرالکابل کے جزیرہ میں بھاگ آئے تھے! ان میں فوجی بھی تھے اور سائنسدان بھی۔۔۔ انہیں ایٹمی تجربات سے نفرت ہے۔۔۔! دوسری ایٹمی فائقوں کو لگایا جاتے ہیں۔۔۔ ہیروشیما انہیں آج بھی یاد ہے۔۔۔!

خدا کی پناہ۔۔۔

میں بتاتے دیتا ہوں کہ موکارو دینا کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ مجھے ان جاپانیوں سے ہمدردی ہے جو ایٹمی تباہی سے نفرت کرتے ہیں۔ لیکن میں اپنی تجارت کے ملازم کو پیغم نہیں بننے دوں گا۔

واقع! آپ کی پوزیشن نازک ہے۔

لہذا میں اس سلسلے میں فرانس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔

میں فرانس نہیں ہوں۔! عمران بگڑ کر بولا۔

مطلب یہ کہ تم اپنے ان دونوں باڈی گارڈز کو اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کرو۔۔۔ ہم چار آدمی مل کر اس مہم کا آغاز کریں گے۔۔۔ فی الحال اس سلسلے میں اپنے آدمیوں پر اعتماد نہیں کر سکتا۔

اچھی بات ہے یوراز۔۔۔ میں آخری سانس تک تمہارا ساتھ دوں گا! تم دیکھنا کہ اس آہنی کتوں کا کیا شہر ہوتا ہے۔

بس اب تفریح ہوگی۔۔۔۔۔ میں خود کو اس کے لیے تیار کرتا ہے۔۔۔۔۔ کیا واقعی تم عورتوں سے ڈرتے ہو۔؟ فراگ ٹھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا

ہوا مشکرا یا۔

محوریت کا نام یا تو سمندر میں کروڑ کروڑ جان وے ڈوں گا۔ "عمران بیگ"

کر لولا۔

اود فرارک کا اگر بعد از تہنہ ویرانک کیسین میں کر بننا رہا۔!!

ختم شد